## عقل و دماغ یا اشتعال وانفعال:

میں اس موقعہ پر اس بات کی طرف اشارہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جذبات وتاثرات کی یہی وہ بے لگام افراط و تفریط ہے۔ جس نے آج برسوں سے ہماری پبلک لائف تہ وبالا کر رکھی ہے۔"جو لوگ جماعتی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں، ان میں بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنھوں نے جوش میں آنا اور جوش دلانا تو سیکھ لیا ہے۔ لیکن محل اور مقدار کا سوال ان کے لیے بالکل غیر ضروری ہے اگر ان کی دماغی ساخت کو گھڑی سے تشبیہ دی جائے تو اس گھڑی میں ٹک ٹک کرنے کے تمام پرزے موجود ہیں مگر ریگولیٹر کی جگہ خالی رہ گئی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ قوم کی قوم محض چند انسانوں کی بے لگام اثر پذیریوں کے رحم پر ہے۔ جہاں کسی نے کسی مہمل اور لغو بات پر جشن وکامرانی کا غلغلہ بلند کر دیا، لوگ جوش مسرت میں بے خود ہو کر ناچنے لگے۔ جہاں کسی نے کسی فضول سی بات پر بربادی وہلاکت کا ماتم شروع کر دیا، لوگ لگے دونوں ہاتھوں سے منہ پیٹنے۔ خوشی کی بات ہو یا غم کی اس بازار میں من سے لیکر چھٹانک تک ہر بٹہ کا ایک ہی وزن ہے۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)

(افکار آزاد، ص ۱۷)

بدل اشتراک......فی شمارہ: 15 روپئے • سالانہ: 150 روپئے



پتہ

دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی ۱۴-۱۵، چوناوالا کمپاؤنڈ، مقابل بیسٹ بس ڈپو، ایل۔ بی۔ ایس مارگ، کرلا ویسٹ ممبئی-۷۰

SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.

Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com

@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai

**www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com**

# نگارشات

حلقۂ قرآن

# درس قرآن

محمد ایوب اثری

(فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ○ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ)(البقرة:۲۰۱-۲۰۰)

**ترجمہ :** پھر جب تم ارکان حج ادا کر چکو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے باپ داداؤں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں دے ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذاب جہنم سے نجات دے۔

**تشریح :** عرب لوگ حج سے فراغت کے بعد منیٰ میں میلہ لگاتے اور آباء واجداد کے کارناموں کا ذکر کرتے مسلمانوں کو کہا جا رہا ہے کہ جب تم ۱۰/ذی الحجہ کو کنکریاں مارنے، قربانی کرنے، سر منڈانے، طواف کعبہ اور سعی صفا ومروہ سے فارغ ہو جاؤ تو اس کے بعد جو تین دن منیٰ میں قیام کرنا ہے تو وہاں اللہ کا خوب ذکر کرو جیسے جاہلیت میں تم اپنے آباء کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔(احسن البیان)

**قارئین کرام!** ایک حاجی۔ معتمر جب حقیقی ایمان و بہترین زادِ راہ یعنی تقویٰ سے لیس ہو کر اس سرزمین مقدس پر پہونچتا ہے تو اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے اور جب تک وہاں رہتا ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا جس میں وہ اللہ کے ذکر سے غافل رہتا ہو مثلاً کبھی طواف کر رہا ہوتا ہے اور کبھی مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور کبھی صفا و مروہ کی سعی کرنے میں مصروف رہتا ہے کبھی قرآن کریم کی تلاوت میں کبھی دعاؤں میں مشغول رہتا ہے غرضیکہ دنیا ومافیہا سے بے خبر ہو کر ہر آن اللہ کی نگرانی میں عبادت میں مشغول رہتا ہے اور یہی درس وسبق ہر وقت مستحضر رکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دیا ہے۔

حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جس نے حج وعمرہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جاتا ہے جیسے وہ ولادت کے وقت ہوتا ہے اور اس سرزمین مقدس سے اپنے وطن مالوف کو لوٹتے وقت بہت ساری نیکیوں کا ذخیرہ اور نئے عزم وولولے کے ساتھ لوٹتا ہے، تو اس زعم میں قطعاً نہیں رہنا چاہئے کہ اب تو میں گناہوں سے پاک وصاف ہو گیا ہوں جو چاہوں وہ کروں بلکہ ان نیکیوں کے ذخیرے کو صحیح سالم اللہ کے دربار تک لے جانے کیلئے اور اپنی بقیہ زندگی کو صحیح نہج پر قائم رکھنے کیلئے بہت سارے جتن کرنے پڑیں گے اس لئے اللہ نے فرمایا: ''اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا'' معمولی سا عقل وفہم رکھنے والا انسان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ چور اچکے بدمعاش اکثر اسی گھر میں ڈاکہ ڈالتے ہیں یا نقب زنی کرتے ہیں

جس میں مال ودولت کثرت سے ہوتے ہیں لیکن بفضل اللہ یہ نیکیوں کا جو سرمایہ وذخیرہ وافر مقدار میں ہمارے پاس موجود ہے اس سے ان انسان نما دشمنوں کو کوئی سروکار نہیں (لیکن ایک ٹولی انسان نما ایسی بھی ہے جو اس عظیم سرمائے کو بھی اچکنے کے درپہ رہتی ہے اللہ اس سے محفوظ رکھے) لیکن ہماری ان نیکیوں کا جو اصل دشمن ہے جسے ہم اور آپ دیکھ نہیں پاتے اور نہ ہی دنیا میں دیکھ پائیں گے وہ اصلی وازلی دشمن شیطان ہے جس نے حضرت آدم وحوا علیہا السلام کو جنت سے نکلوایا اور ان کی ذُرّیت کو بھی جنت سے دور رکھنے کیلئے اللہ سے قول وقرار لیا لیکن اللہ رب العزت نے کہا کہ جو میرے مخلص بندے ہوں گے ان پر تیرا کوئی حربہ کارگر ثابت نہیں ہوسکتا اس لئے اللہ نے دوسری جگہ فرمایا: (فَاذْكُرُونِيٓ أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ) (البقرۃ:۱۵۲) پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا میری شکر گذاری کرو اور ناشکری سے بچو اسی لئے اللہ نے اپنی یاد وذکر کیلئے سب سے بہترین ذریعہ اقامت صلوٰۃ کو بتلایا ہے۔فرمان الٰہی ہے: (أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيٓ) نماز میرے ذکر کیلئے قائم کیجئے اور ایک جگہ فرمایا: (وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ) (عنکبوت:۴۵) اور نماز قائم کریں یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے، کیونکہ نماز سے (بشرطیکہ نماز ہو) انسان کا تعلق خصوصی اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم ہوجاتا ہے جس سے انسان کو اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر اس کے عزم وثبات کا باعث اور ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے، اور بے حیائی وبرائی سے روکنے میں اللہ کا ذکر اقامت صلوٰۃ سے بھی زیادہ مؤثر ہے اس لئے کہ آدمی جب تک نماز میں ہوتا ہے برائی سے رکا رہتا ہے لیکن بعد میں اس کی تاثیر کمزور ہوجاتی ہے، اس کے برعکس ہر وقت اللہ کا ذکر اس کیلئے ہر وقت برائی میں مانع رہتا ہے۔

اور کثرت سے ذکر واذکار کرنے والے بندے کو اللہ تعالیٰ شیطان اور شیطانی اعمال سے محفوظ رکھتا ہے ذکر الٰہی کا مفہوم بہت وسیع ہے اس میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، تکبیر وتحمید، تہلیل اور تلاوت قرآن وغیرہ سب شامل ہیں، یعنی بندہ ان ساری عبادات کے ذریعہ ہمہ وقت اللہ کی یاد میں لگا رہے اور اسلام کا مکمل پابند ہوکر زندگی گذارے اللہ کی معصیت ونافرمانی سے احتراز کرے ان شاء اللہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا، نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا تھا اور بنی اسرائیل کو بھی انہیں کا پابند بنایا جن میں سے ایک یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو ذکر الٰہی کے ذریعہ شیطان سے بچا جاسکتا ہے (ترمذی ۲۸۶۳) دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''اِنَّ الشَّيْطَانَ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ اِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَاِذَاغَفَلَ وَسْوَسَ اِلَيْهِ'' (تفسیر طبری، حاکم، فتح الباری) بے شک شیطان انسان کے دل پر قابض رہتا ہے جب وہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوجاتا ہے تو طرح طرح کا وسوسہ ڈالنے لگتا ہے، نیز نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنے والا اپنے آپ کو محفوظ قلعہ میں داخل کرلیتا ہے شیطان اسے گمراہ نہیں کرسکتا۔(ترمذی) اس لئے حاجی کو چاہئے کہ اپنی بقیہ زندگی میں حقوق اللہ وحقوق العباد کی رعایت کرتے ہوئے زندگی گذارے اور ہر بڑے چھوٹے گناہوں سے محفوظ رہنے کیلئے اللہ سے توفیق مانگتا رہے اللہ ہم تمام کے نیک اعمال کو قبول فرمائے۔(آمین یارب العالمین)

❖ ❖ ❖

اداریہ

# الحمدللہ کہ امسال حج ایرانی سازشوں کے باوجود بخیر گزر گیا اور سعودی عرب نے سارے عالم کی مبارکبادی وصول کر لی

محمد مقیم فیضی

سب سے پہلے شکر اللہ کا کہ جو کچھ گزرا اس کے فضل ومنت سے بخیر وخوبی گزر گیا اس کے بعد سعودی حکومت، وہاں کے منتظمین اور علماء سب کے سب عالم اسلام کے دلی مبارکباد کے مستحق ہیں جنھوں نے ساری دنیا سے لاکھوں کی تعداد میں آنے والے حجاج اور اللہ کے مہمانوں کا دل جیت لیا اور ان کی خدمت میں اخلاص وفدائیت کی ایک نئی تاریخ رقم کردی، اللہ انہیں شاد وآباد اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں رواں دواں رکھے۔

سرکاری اعداد وشمار کے مطابق امسال ۱۴۳۷ھ کے حج میں ۱۸۶۲۹۰۹/ حاجیوں نے شرکت کی اور سعودی حکام نے بڑی سختی کے ساتھ مقامی و بیرونی تمام حاجیوں کے لئے باقاعدہ اجازت کے ساتھ ہی حج کے قانون کا نفاذ کر رکھا تھا جس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ تعداد ان کے کنٹرول میں رہی اور سب کچھ سابقہ طے شدہ حکمت عملی کے مطابق ہی انجام پایا ورنہ پچھلے سالوں میں اس معاملے میں نرمی کی وجہ سے حاجیوں کی تعداد بلا حساب کتاب ۳۰/لاکھ سے بھی تجاوز کر جایا کرتی تھی اور اچانک ان سب کا کنٹرول اور انتظام اندازوں سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے انتہائی دشوار ہو جاتا تھا، ۱۴۳۳ھ میں حاجیوں کی تعداد ۳۱۶۱۵۷۳/ تک پہنچ گئی تھی۔

حرم مکی میں ہونے والی آخری توسیع اور مناسک حج کے دیگر تمام مقامات بالخصوص رمی جمرات کے مقام پر مطلوبہ سہولتوں کی فراہمی، راستوں کی نگرانی کرنے والے فوجی دستوں اور عرفات اور مزدلفہ ومنی کے راستوں میں بڑی تعداد میں حجاج کی رہنمائی کرنے والے رجال کار کے اضافوں کی وجہ سے امسال حاجیوں کو بیحد راحت محسوس ہوئی اور پچھلے سالوں کے مقابلے میں حج کی مشقتوں میں نمایاں فرق کا احساس کیا گیا۔

سعودی عرب کے پاس حاجیوں کی خدمت کا یہ تجربہ دہائیوں پرانا ہے، یہاں کے حکام نے کبھی بھی اس خدمت کو وسیلہ تجارت نہیں بنایا ہے بلکہ حکومت اپنے بجٹ کی ایک خطیر رقم ان خدمات کے لئے مخصوص کرتی چلی آرہی ہے اور اس سلسلے میں اس کا ریکارڈ سابقہ تمام حکومتوں پر فائق اور تاریخی اعتبار سے بینظیر ہے، اور اب یہ ملک حاجیوں کی کامیاب خدمات کے اعتبار سے اپنے تجربات میں بھی لاثانی ہو گیا ہے اور دنیا کا کوئی ملک اس باب میں اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے، اس لئے انتظامات میں دوسرے ملکوں کو شریک کرنے یا انتظامات کو دوسروں کو منتقل کرنے کا مطالبہ جو خامنئی اور ان کے حواریوں اور دیگر ملکوں کے ان کے خرافی ہمنواؤں کی جانب سے کیا جاتا ہے اس کے پیچھے تعصب اور مفاد پرستی کے سوا اور کوئی چیز کارفرما نظر نہیں آتی ہے، پچھلے سالوں میں اکا دکا جو واقعات اور حادثات رونما ہوئے ان میں عام طور پر کچھ مخصوص ملکوں کی شرانگیزی کا دخل رہا ہے اور اس میں سعودی حکومت کی بدنظمی کا کوئی معاملہ

سامنے نہیں آیا ہے اور اگر مختلف زبانیں بولنے والے لاکھوں انسانوں کے مجمع میں خود ان میں سے بعض کی نا سمجھی کی وجہ سے کوئی سانحہ کوئی گزر جائے تو اس کا شمار بدنظمی میں نہیں کیا جاسکتا ہے۔

تقریباً ۱۶۴؍ممالک سے حجاج کرام مکہ کا رخ کرتے ہیں اور ۸۰۰؍سے زائد پروازیں روزانہ جدہ ایئر پورٹ پر اترتی ہیں۔حاجیوں کو تقریباً ایک کروڑ مکعب فٹ پانی درکار رہتا ہے اور سعودی حکومت اس کا انتظام کرتی ہے۔

حج کی نگرانی کرنے والے امن فورس کے سربراہ جنرل سعد بن عبداللہ خلیوی نے کہا کہ آمدورفت کی بہترین ترتیب و تنظیم کی وجہ سے انتہائی عمدہ نتائج برآمد ہوئے اور امتیازی اعداد وشمار فراہم ہوئے،حجاج کا ایک زمرہ تقریباً رات ۱۰:۴۵ پر مزدلفہ پہنچ گیا اور دوسرا۔۱۱:۱۵ پر پہنچا جبکہ تیسرا۔۱۲:۱۰ پر پہنچ گیا اور اسی پر سلسلہ مکمل ہونے کا اعلان ہوگیا۔

سعودی عرب نے مشاعر پر ریل سروس کا افتتاح کرکے حاجیوں کی زبردست خدمت کی ہے اور حج کی سہولتوں میں گرانقدر اضافہ کیا ہے۔

خلیوی کے مطابق امسال ریل کی سروس کو زبردست بھیڑ کا سامنا تھا مگر انتظامیہ کی چابکدستی اور عمدہ ترتیب و تنظیم کی وجہ سے مقررہ اوقات پر تمام پابندیوں کے ساتھ ساری خدمات مکمل طور پر انجام پاگئیں۔

سرکاری ذرائع کے مطابق مشاعر پر ٹرینوں نے ۱۷۵۷ چکر لگائے جن میں احاطے کی قوت کا تناسب ۱۱۰% تھا اور ہر چکر میں ۱۰۵۶ حاجی ہوتے تھے اور ایک دن میں ان ٹرینوں سے ۳۰۹۰۰۰ حجاج مرد وخواتین استفادہ کرتے تھے، یومیہ ۲۹۳ چکر ۶ دنوں تک لگائے گئے تقریباً ہر گھنٹے میں ۲۰۷۳۱ حاجی عرفہ لے جائے جاتے تھے۔اور ہر ۶؍میں سے ۱؍حاجی نے عرفات تک پہنچنے میں اس سروس کا فائدہ اٹھایا ہے۔

امسال طبی اور صحی خدمات میں بھی نمایاں کامیابی درج کی گئی ہے،سعودی عرب کی وزارت صحت کے مطابق اس کے طبی سنٹروں سے ۴؍لاکھ افراد نے استفادہ کیا ہے۔۳۰۶؍آپریشن تو ہارٹ کے ہوئے ہیں جن میں سے ۲۷؍کیس ہارٹ کی اوپن سرجری کے تھے، ۱۷۳۰؍گردے کے مریضوں کو ڈیلائسس کے عمل سے گزارا گیا، بخار کے ۳۲۹؍مریضوں اور لو لگنے کی تکلیف سے دوچار ۸۶؍مریضوں کا علاج کیا گیا...ان کے علاوہ دیگر خدمات سے بھی حجاج کرام نے فائدہ اٹھایا۔ ذہن نشین رہے کہ یہ تمام طبی خدمات مفت انجام دی جاتی ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ صحت کی عالمی تنظیم نے حج کے موقع پر بہترین انتظامات اور تمام قسم کے وبائی امراض اور حجاج کی صحت پر منفی اثرات ڈالنے والے حالات سے محفوظ حج کی تکمیل پر سعودی حکام اور وزارت صحت کو مبارکباد دی ہے۔

سعودی عرب میں حج کی مستقل وزارت قائم ہے جو اس سے متعلق تمام معاملات کی براہ راست نگرانی کرتی ہے اور اس کی طرف سے حج ریسرچ سینٹر قائم کیا گیا ہے جو مسلسل حالات پر نظر رکھتا ہے اور بہتر سے بہترین منصوبوں کی طرف رہنمائی کرتا رہتا ہے اور اس کی تجاویز پر اب تک بہت ساری اصلاحات کی گئی ہیں۔

امسال حج کی ایک خصوصیت یہ رہی ہے کہ نہ اس میں کہیں کوئی بھگدڑ اور افراتفری مچی، نہ کوئی ہنگامہ کہیں کھڑا ہوا، نہ کسی طرح کی کوئی سیاسی یا مذہبی نعرے بازی ہوئی بلکہ تمام مناسک حج جملہ مشاعر پر نہایت امن وسکون کے ساتھ انجام پاگئے۔اس کی خاص وجہ جو عام حاجیوں نے اور سارے عالم نے نوٹ کی وہ اس بار ایرانی حاجیوں کی حج میں عدم شرکت تھی جو خاص اسی مشن کے تحت سال بہ سال سعودیہ آتے تھے کہ حاجیوں کو نقض امن اور اضطراب

کے حالات سے دوچار کردیں گے اور پچھلے سال منیٰ میں حاجیوں کی بھگدڑ بھی انہیں کی وجہ سے ہوئی تھی۔

یوں تو روافض کی تاریخ حرمین شریفین کی حرمتوں کی پامالی سے بھری پڑی ہے مگر دور جدید میں ایران کے خمینی انقلاب کے بعد سے اس نے ایک نیا موڑ لیا ہے اور ۱۴۰۴ھ سے انھوں نے حج کے موقع پر مظاہروں کی بدعت ایجاد کی ہے اور اسے سیاسی اور فرقہ وارانہ مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے ہیں، اور ان کی بربریت اور انسانیت سوز حرکت اس حد تک جا پہنچی کہ ۱۴۰۶ھ کے حج میں قم کے ملاؤں اور ان کے امام خمینی نے ایرانی حاجیوں کے ساتھ شدید دھماکہ خیز مادے روانہ کئے جو سعودیہ کی امن فورس کے افراد نے ان کے سامانوں سے ضبط کئے تھے اور گرفت میں لئے گئے افراد نے اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ وہ کعبہ شریف اور پورے حرم مکی کو نشانا بنانے کے لئے تیار کئے گئے تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ جاری رہا اور متعدد موقعوں پر ایرانیوں کی وجہ سے بلد حرام اور مختلف مشاعر پر انسانی جانوں کا بھاری ضیاع ہوا۔

امسال جب ایرانی حکومت کی رافضی شرطوں اور شرانگیز مطالبات اور حج کو سیاسی اور گروہی اکھاڑا بنانے کی کوشش کو سعودی حکومت نے پوری طرح رد کردیا تو ایران کے ملا آپے سے باہر ہوگئے اور وہ سعودی حکومت کو مورد الزام ٹھہرانے لگے کہ وہ ایرانی حاجیوں کو اجازت نہیں دے رہی ہے مگر جب سعودیہ نے حقائق دنیا کے سامنے پیش کردئے اور یہ ثابت کردیا کہ اپنے حاجیوں کو روکنے والا خود ایران ہے تو وہ ساری دنیا کے سامنے رسوا ہوگیا۔

ایران بہت دنوں سے حج کے انتظامات کو سعودیہ کے ہاتھوں سے نکال کر باری باری مختلف ملکوں کے حوالے کرنے یا انتظامات میں دوسروں کو شامل کرنے کا مدعا مسلسل اٹھاتا رہا ہے اور دنیا کے سامنے یہ دہراتا رہا ہے کہ سعودی حکومت اس سلسلے میں نااہل ثابت ہوئی ہے اور اس لئے وہ اپنے حاجیوں کے ذریعہ ہنگامے کراتا رہا ہے تاکہ اس کا دعوی مدلل ہو سکے مگر تمام اسلامی ملکوں نے بالعموم اور خلیجی ملکوں نے بالخصوص ایران کی فاسدنیت کو جانتے ہوئے اور سعودی عرب کی بے مثال خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مطالبے کو یکسر مسترد کردیا ہے، مگر وہ نچلا بیٹھنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوا ہے۔ چنانچہ موقع المسلم ۶/ ۱۲/ ۱۴۳۷ھ کی رپورٹ کے مطابق عراق کے امنی ذرائع سے ملی ہوئی خبروں میں بتایا گیا ہے کہ عراقی امن مشنریوں نے ایرانی انقلابی فوج کے ماتحت کام کرنے والی عراقی اور لبنانی ملیشیاؤں کے افراد کو گرفت میں لیا ہے جو نقلی پاسپورٹوں کے ذریعہ عراقی حاجیوں میں داخل ہوکر سعودی عرب جانے کی کوشش کررہے تھے۔ عراق کے امن ذرائع نے بدھ کی شام روزنامہ الشرق الاوسط کے سامنے اپنے ایک بیان میں واضح کیا ہے کہ لبنانی حزب اللہ اور ایرانی انقلابی فورس کے وہ لوگ جو ایران کی انٹیلیجنس مشنری کے لئے عراق کے اندر کام کرنے کے لئے تعینات ہیں ان میں سے سو سے زائد افراد عراقی حاجیوں میں شامل ہوئے تھے۔ ذرائع نے بتایا کہ جن ملیشیات کو گرفت میں لیا گیا ہے ان میں ہماری حاصل کردہ دقیق معلومات کے مطابق لبنانی حزب اللہ، عراقی حزب اللہ، سرایا الخراسانی، کتائب ابی الفضل عباس کی ملیشیات میں سے جو براہ راست ایران کی ماتحتی میں کام کرتی ہیں سو سے زائد افراد حجاج کی فہرست میں داخل تھے مگر ان سب کے نام اور پاسپورٹ نقلی تھے اس لئے انہیں عراق کے باہر جانے سے روک دیا گیا۔

انہیں ذرائع نے مزید بتایا کہ گرفتار شدہ لوگوں سے حاصل کی ہوئی معلومات کے مطابق انہیں اس بات کا مکلف کیا گیا تھا

کہ وہ موسم حج میں افراتفری مچائیں اور مشکلات کھڑی کریں، مگر چونکہ اس سے عراقی حاجیوں کی شبیہ خراب ہوتی اور اس کا اثر براہ راست عراق اور سعودی تعلقات پر پڑنے والا تھا اس لئے عراقی حکومت نے انہیں آگے جانے سے روک دیا۔

دراصل ایران کا اصل ہدف اس سے کہیں آگے اور انتہائی خطرناک ہے، اس کی نظر پورے حجاز اور مکہ مدینہ پر ہے، اور وہ پوری دنیا میں مسلمانوں کے اندر شیعیت کو فروغ دینے کے لئے کوشاں ہے اور اس نے اس کے لئے بہت سے عملی اقدامات بھی کئے ہیں، اسی ضمن میں اس نے مصری حکومت کو پیش کش کی تھی کہ وہ طہران میں ۲۰/ ہزار مصری طلباء کے استقبال کے لئے تیار ہے جنھیں وہ مکمل طور پر اپنے خرچ پر تعلیم دے گا، ایران کا دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ اسے مصر کے متعدد علاقوں بالخصوص قاہرہ میں فضائی چینل قائم کرنے کی اجازت دی جائے، نیز ایران اپنے خرچ پر مصری کارخانوں کو فنی تربیت فراہم کرے گا اور وہاں نئے کارخانے بھی قائم کرے گا، اسی طرح ''جلوس آل بیت'' اور مقدس چوکھٹوں کے احیا کا مطالبہ بھی اس کے مطالبات کی فہرست میں شامل تھا، ان مطالبات کا کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ مصری وزیر سیاحت ہشام زعزوع نے یہ بیان دیا کہ فی الحال جلوس آل بیت کا منصوبہ تو وزارت صحت کی ترجیحات میں داخل نہیں ہے مگر ایرانی سیاحوں کی مصر واپسی اور طہران کے ساتھ تعاون میں اسے حد درجہ دلچسپی اور رغبت ہے۔ اس بیان کے پس منظر میں حزب النور کے ایک لیڈر مہدی نے کہا کہ ہم لوگ مجلس شوری میں سلفی فکر کے نمائندوں کی حیثیت سے ایرانی سیاحت کی مخالفت کرتے ہیں...ایران سے خدشات موجود ہیں اور بہت بڑی ہیں۔انھوں نے مزید کہا کہ ایران حقیقت میں اپنا ایک ٹی وی چینل شروع کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے جو مصر سے نشر کیا جاتا ہے، مہدی نے وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ جب میں نے اس چینل کو جس کا مالک خلیجی شہریت کا حامل ایک ایرانی ہے بند کرنے کا مطالبہ کیا تو مصری حکومت نے یہ کہتے ہوئے اسے رد کر دیا کہ اس کے لئے ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ (دیکھئے شیخ ربیع کا پیغام مصری حکومت اور قوم کے نام جوان کی ویب سائٹ پر موجود ہے)

اس طرح کی کوششیں جزائر، تیونس اور بیشتر افریقی ممالک میں منظم طور پر کی جارہی ہیں۔

امسال حج کی ناکامی اور انتظامی مشکلات کی تمنا کے باوجود اس کے بخیر وخوبی اور حسن انتظام کے ساتھ گزر جانے کی وجہ سے ایران کے لیڈران بری طرح بوکھلا گئے ہیں اور اول فول بکنے لگے ہیں اور مختلف طریقوں سے سعودی عرب کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکال رہے ہیں۔ چنانچہ نیویارک ٹائمز کے ذریعہ ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف نے اپنی تعبیرات کے مطابق وہابیت کو زبردست نشانا بنایا ہے اور اپنے مضمون میں مغرب سے ایسے اقدامات کا مطالبہ کیا ہے جو سعودی عرب کے خلاف علانیہ جنگ چھیڑ دینے کے مترادف ہے، اور یہ اس سال میں دوسری بار ہے کہ نیویارک ٹائمز نے ایران کے وزیر خارجہ جواد ظریف کے لئے سعودی عرب اور اہل سنت والجماعت کو نشانا بنانے کے لئے اپنے صفحات پیش کئے ہیں جس میں وہ امریکا اور مغرب کو سعودی عرب کے خلاف اکسانے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ امریکا میں سرکاری اداروں کے اندر اور باہر ایک ایسی لابی تیزی کے ساتھ ابھر رہی ہے جو سعودی عرب اور اہل سنت کے خلاف ایران کے ساتھ تحالف اور گٹھ جوڑ کی حمایت کر رہی ہے...

ظریف کے ان حملوں کے بعد پاسداران انقلاب کے سرکاری ایرانی چینل پر ایک ویڈیو نشر کیا گیا ہے جس میں مکہ پر قبضہ کرنے کی دعوت دی گئی ہے، اس ویڈیو کا عنوان ہے سیف العجم (فارسیوں کی تلوار) جنگ کی اجازت مانگ رہی ہے

تا کہ مکہ ایران کی راجدھانی بن جائے... ویڈیو کے بیانات مکہ مکرمہ پر قبضے کی دعوت دیتے ہیں، اور انہیں ایرانی شاعر محسن کاویانی نے تحریر کیا ہے جسے خامنی کی تائید وحمایت حاصل ہے... ویڈیو میں ایران کی معروف فرقہ وارانہ اور زہریلی باتیں موجود ہیں اور اس میں حد سے تجاوز کرتے ہوئے یہ کہا گیا ہے کہ ہم مکہ پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں... ان الفاظ کو بہت ہلکا نہیں لیا جاسکتا ہے کیونکہ یہ محض علاقے میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے میں سعودیہ اور ایران کی رسہ کشی کی باتیں نہیں ہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ پورے خطے میں ایران، روس اور امریکا کی مشترکہ طور پر بھڑکائی ہوئی آگ کے پیچھے بڑے دوررس اور خطرناک منصوبے کارفرما ہیں اور سائیکس بیکو ۲ نامی منصوبے پر عمل درآمد کا سلسلہ نئے نئے تتموں اور لاحقوں کے ساتھ جاری ہے جس میں پورے علاقے کی نئی تقسیم کا خاکہ پیش کیا گیا تھا، جس میں مسلم ممالک کی ایسی تقسیم کا منصوبہ بنایا گیا تھا جس کے نتیجے میں وہ کوئی قوت بننے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے اور ہمیشہ ان بڑی طاقتوں کا تابع مہمل بن کر رہیں گے... ایران بظاہر اس تقسیم کی علانیہ مخالفت کرتا رہا ہے مگر وہ فارسی شہنشاہیت کے احیا کے پہلے قدم کے طور پر اس کی عملی کارروائیوں میں پوری طرح شامل ہے، اس فارسی شہنشاہیت کا خواب وہ ہمیشہ سے دیکھتا آ رہا ہے جسے اسلام نے مٹادیا تھا، ۳۸/سال پہلے ایران میں رونما ہونے والے خمینی انقلاب کے وقت سے ہمیشہ ایران سعودی عرب کے تقسیم کرنے اور حجاز کو اس سے الگ کرنے کی بات کرتا چلا آ رہا ہے اور وقتاً فوقتاً یہ مطالبہ بھی دہراتا رہا ہے کہ حرمین شریفین کا انتظام مختلف ملکوں کے حوالے کیا جائے۔ اس کا دعوی مدینہ اور فدک کی زمین پر بھی ہے جو روافض کے خیال کے مطابق اہل بیت کا حق ہے جس کے ٹھیکے دار وہی لوگ ہیں جو ان کے نام سے ولایت فقیہ کی دکان چلاتے ہیں، اس کے علاوہ ایران کی سعودی دشمنی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ عالم اسلام میں تشیع کی نشر واشاعت اور قم کے ملاؤں کی سیادت اور ولایت فقیہ کی تجارت کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ علمائے سعودیہ اور وہاں کی متعدد سرکاری اور غیر سرکاری تنظیمیں ہیں جو لوگوں کو عقیدوں کے فساد میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لئے ہمہ وقت مستعد اور سرگرم رہتی ہیں۔

اس وقت ایرانی تیوروں کی سنگینی اس لئے بڑھ گئی ہے کہ اس کے ساتھ عالمی صہیونی طاقت بھی پورے زور شور سے لگی ہے جو سعودی عرب کے مختلف حصوں پر دعویداری میں بھی مجوسیت کی شریک ہے، اور ان خطوں میں حجاز اور مدینہ بھی شامل ہے اور خیبر بھی ان کی فہرست میں ہے اور شیعوں کے امام غائب اور صہیونیوں کے مسیح (دجال) کے عقیدہ ظہور میں بھی ہم آہنگی پائی جاتی ہے، جب صہیونی فوجوں نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں قدس پر قبضہ کیا تھا تو ان کے وزیر جنگ موشے دایان نے کہا تھا:

''ہم نے خیبر کے یہودیوں کا انتقام لے لیا ہے اور ہم اس کے راستے میں ہیں''۔

مجوسی شہنشاہیت اور گریٹ اسرائیل کا خواب کوئی کاغذ کی روشنائی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے مسلسل جدوجہد ہو رہی ہے، اور داعش اور اس جیسی قوتیں اسی کا راستہ ہموار کرنے کا وسیلہ ہیں اور عراق، سیریا، لیبیا، اور یمن میں اس کی عملی مشق جاری ہے، اگلا نشانا بحرین ہے، اور اس کے بعد سعودی عرب آخری نشانا ہے اور اس میں تمام صہیونی اور مغربی طاقتیں ایران کے ساتھ متحد ہیں اور اس کی بھیانک صورت حال کا اندازہ سیریا سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جہاں بلاتفریق اہل سنت کی نسل کشی اور ان کا قتل عام ہو رہا ہے۔

الجماعۃ کے محدود صفحات پر اس اجمال کی تفصیل پیش کرنے کی زیادہ گنجائش نہیں ہے، حاصل یہ ہے کہ اس وقت عالم اسلام

سخت امتحانی دور سے گزر رہا ہے اور ایمانی بصیرت کے تقاضے ہر مومن سے اپنا کچھ نہ کچھ مطالبہ رکھتے ہیں، اور یہ حالات انتہائی بیدار مغزی اور پروپیگنڈوں کی سیاست سے ہشیار رہنے کے متقاضی ہیں، ایسا بھی نہیں ہے کہ اعدائے اسلام اپنے تمام منصوبوں میں کامیاب ہوں گے مگر آنے والا وقت اہل حق سے بڑی قربانیوں کا طالب ہوگا اور اللہ کی مدد کبھی بھی مومنوں اور متقیوں سے دور نہیں ہے۔

بات کہاں سے کہاں نکل گئی، اس وقت ہمیں کہنا یہی تھا کہ موجودہ سعودی قیادت پورے عالم اسلام کے لئے قابل فخر سرمایہ ہے اور اپنی تمام ذمہ داریوں کو نبھانے کی پوری طرح اہل ہے اور ہر موڑ پر اس نے اس حقیقت کو اچھی طرح ثابت کیا ہے، ہم خادم الحرمین الشریفین اور ان کے تمام امراء و حکام اور سعودی علماء وعوام کو حج کی کامیاب ترین تنظیم پر ملت اسلامیہ ہند اور جماعت اہل حدیث کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ ان کا حامی وناصر ہو اور انہیں اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کے لئے قائم اور خوشحال رکھے اور ہمیشہ انہیں درست اقدامات کی توفیق عطا فرمائے۔ ❖ ❖

**اڑی کیمپ پر دہشت گردانہ حملہ اور اس کا جواب :**

۱۸ر ستمبر ۲۰۱۶ء کو اڑی کشمیر کے فوجی کیمپ پر دہشت گردوں کا حملہ یقیناً انتہائی افسوسناک اور قابل مذمت ہے جس کے نتیجے میں ہمارے ۱۹ر بہادر فوجیوں کی جانیں ملک پر قربان ہوچکی ہیں، مگر یہ بات پورے ملک میں سراہی جارہی ہے کہ ہماری بہادر فوج نے اس کا بدلہ لے لیا ہے اور مقبوضہ کشمیر کے اندر گھس کر ۳۰ر دہشت گردوں اور ۹ر فوجیوں کو موت سے ہمکنار کردیا ہے، بات برابر ہوگئی، مگر ابھی دونوں طرف سے کچھ گرما گرم باتیں بھی کی جارہی ہیں ساتھ ہی اس کا ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ دونوں طرف کے دانا اور دانشور یہ کہہ رہے ہیں اور مسلسل کہہ رہے ہیں کہ دونوں ملکوں میں جنگ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ جنگ سے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ اور بڑھ جائیں گے اور دونوں ملک ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود جنگ کے متحمل نہیں ہیں کیونکہ ہر جگہ داخلی مشکلات اور مسائل بہت ہیں اور مطلوب یہ ہے کہ مذکورہ امور دونوں ملکوں کی ترجیحات میں داخل ہوں مگر کہیں کہیں سے یہ بھی خدشات ظاہر کئے جارہے ہیں کہ کچھ بڑی طاقتیں اپنے اپنے مفاد میں دونوں ملکوں کو کہیں جنگ کی آگ میں جھونک ہی نہ دیں، جس میں ہوش آنے کے بعد دونوں بہت کچھ کھو چکے ہوں گے اور اس کے پیچھے پانے والے اپنا مقصد حاصل کرچکے ہوں گے مگر کھونے والوں کے پاس تلافی کا راستہ باقی نہیں بچے گا اور گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا ہے اس لئے بہتر ہے کہ دونوں طرف کے نیتا اور حکومتیں آگ سے نہ کھیلیں اور کچھ ایسا کریں کہ ایک اچھے پڑوسی کی طرح غصے کو پی کر صلح صفائی کا راستہ اپنالیں۔

ہاں ایک بات یہ ضرور ہے کہ کشمیر ہمارا اپنا ہے اور کشمیر کے مسائل بھی اپنے ہیں اس لئے ہمارے حکمرانوں کو کچھ ایسا کرنا چاہئے کہ کشمیر کی جنتا انہیں اپنا خیر خواہ مان لے اور غیر کو ان کی ہمدردی بٹورنے اور اپنے آنسو انہیں دوسروں کے پاس لے جانے کی ضرورت محسوس نہ ہو، اس کے علاوہ ملک کے دیگر خطوں میں پرتشدد احتجاجوں کو بلاتشدد اور پیلٹ گولیاں داغے بغیر جس طرح حل کرلیا جاتا ہے اسی طرح کشمیریوں کے احتجاج کو بھی ہینڈل کیا جاسکتا ہے، اور ہمیں اپنی مرکزی حکومت کے دانشمند اصحاب اقتدار سے یہ امید ہے کہ وہ اس فرق کو ضرور سمجھ چکے ہوں گے کہ سرکار چلانے اور اپوزیشن کا کردار ادا کرنے میں کیا فرق ہونا چاہئے؟

اللہ ہمارے ملک کا امن وامان بحال رکھے۔

❖ ❖ ❖

فضائل ومسائل

# ماہِ محرم الحرام : برکات وخرافات کے تناظر میں

عبدالواحد انور یوسفی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مہینوں کی گنتی وتعداد کے بارے میں فرمایا: ''بیشک مہینوں کی گنتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتاب اللہ (لوح محفوظ) میں بارہ کی ہے۔ اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا ہے ان میں سے چار حرمت وادب کے ہیں۔(التوبۃ:۳۶)

حرمت وادب کے چار مہینوں میں سے وہ مہینہ نمودار ہونے والا ہے جو اسلامی سال کا پہلا اور مبارک مہینہ ہے۔ افق مغرب پر بلال نو نمودار ہو کر ایک بار پھر نئے سال کی آمد کا مژدہ سنانے والا ہے۔ آیئے ہم تلاش کریں کہ ماہ محرم کے فضائل وبرکات کیا ہیں؟ اس کی شرعی اور تاریخی حیثیت کیا ہے؟

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: رمضان کے بعد سب سے افضل روزے محرم کے روزے ہیں جو اللہ کا مہینہ ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔(مسلم)

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عاشورہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اس روزہ سے گزشتہ ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں''۔(مسند احمد)

ماہِ محرم خاص طور سے یوم عاشورہ کی قدر ومنزلت اہل کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کے یہاں بھی مسلم تھی۔ ملاحظہ فرمائیں:

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہود یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے اس دن عید مناتے اور اپنی عورتوں کو زیورات اور سامان زینت سے مزین کرتے۔(مسلم)

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ روزہ کیسا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ یہ دن بڑا بابرکت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن فرعون سے نجات دی تو موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکرانہ اس دن کا روزہ رکھا پس ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہم تمہاری نسبت موسیٰ سے زیادہ قریبی اور حق دار ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔(بخاری)

محرم کا دسواں دن بڑی تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ یہود ونصاریٰ کے علاوہ قریش کے مشرکین بھی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش عاشورہ کے دن کا روزہ رکھتے

تھے اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی ہجرت سے پہلے اس دن کا روزہ رکھا جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو خود بھی اس دن کا روزہ رکھتے اور دوسروں کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیتے لیکن جب ماہ رمضان کے روزے فرض کر دیئے گئے تو آپ نے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے اہتمام کو ترک کر دیا اور فرمایا جو چاہے اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے اسے ترک کر دے۔(بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھا اور اپنے متبعین کو اس کے رکھنے کا حکم دیا، صحابہ کرام بڑی پابندی، رضا و رغبت کے ساتھ عاشورہ کے روزہ کا اہتمام فرماتے تھے۔ مگر فرضیت صوم رمضان کے بعد وہ اہتمام باقی نہ رہا۔

مسلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا کہ آج عاشورہ کا دن ہے لہٰذا آج جس نے روزہ رکھا وہ اسے تکمیل تک پہنچائے اور جس نے روزہ نہیں رکھا ہے اسے بھی چاہئے کہ بقیہ دن کا روزہ رکھے۔(بخاری)

ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عاشورہ کے دن ہم خود بھی روزہ رکھتیں اور اپنے بچوں کو بھی روزہ رکھواتیں اور جب انہیں مسجد (اوقات صلوٰۃ) میں لے جاتیں تو ان کے کھلونے بھی ان کے لئے لے جایا کرتیں بھوک کی وجہ سے بچے روتے تو انہیں بہلانے کے لئے ہم کھلونے دے دیا کرتیں تا کہ وہ شام تک اپنے روزے کو پورا کرلیں۔(بخاری)

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے عاشورہ کے دن مدینہ میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آج عاشورہ کا دن ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا روزہ تم پر فرض نہیں کیا اور میں نے روزہ رکھا ہے تم میں سے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔(بخاری)

یہودی آنحضرت ﷺ کی عداوت اور دین اسلام کی بیخ کنی میں کافی سرگرم ہو گئے تھے۔ نبی ﷺ کو دینی شعائر میں ان کی مخالفت کا حکم دے دیا گیا تھا چونکہ یہود بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے اس لئے ان کی مشابہت سے بچنے کے لئے آپ نے فرمایا: ''لئن بقیت الی قابل لاصومن الیوم التاسع'' (مسلم کتاب الصیام) اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں نومحرم کا روزہ بھی ضرور رکھوں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ: ''فلم بات العام المقبل حتی توفی رسول الله ﷺ'' (مسلم کتاب الصیام) مگر اگلا سال آنے سے پہلے ہی آپ وفات پا گئے۔

بہرحال آپ کی خواہش تھی اس لئے یہ امر مسنون ہوا کہ ہم عاشورہ کے ساتھ نومحرم کا بھی روزہ رکھ لیا کریں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول اس طرح ملتا ہے: ''خالفوا الیهود وصوموا التاسع والعاشر'' (المصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۲۸۷) نو اور دس محرم کا روزہ رکھو اور یہودیوں کی مخالفت کرو۔

اسلامی نقطہ نظر سے ماہ محرم کی شرعی حیثیت صوم یوم عاشورہ ہی ہے۔ اسوۂ رسول ﷺ کے پیش نظر عاشورہ کا روزہ رکھا جائے۔ صحیح روایتوں سے موسیٰ علیہ السلام کا اس دن اظہار شکر کے طور پر روزہ رکھنا اور ہمارے نبی ﷺ کا روزہ رکھنا اور روزہ رکھنے کا حکم دینا نیز صوم یوم عاشورہ کا گذشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جانا ثابت ہے۔ باقی پچاسوں روایتیں جو عاشورہ کی فضیلت میں بیان کی جاتی ہیں وہ سب ضعیف یا

موضوع ہیں۔

(۲) ماہ محرم کی دوسری اہمیت اور خصوصیت جو ہمیں تاریخ اسلام سے فراہم ہوتی ہے وہ ہجرت کی یادگار ہے۔ اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہجری تقویم کے حساب سے یکم محرم سے شروع ہوتا ہے۔ محرم الحرام ہی کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے محبوب شہر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ سفر ہجرت بظاہر مسلمانوں کی بے بسی اور درماندگی کی داستان ہے مگر اسلام کی ساری فتح مندیاں اسی ہجرت نبوی میں پوشیدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد کی اس وقت جب کہ انھیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا۔ دو میں سے دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے پس جناب باری نے اپنی طرف سے تسکین اس پر نازل فرما کر ان لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور بلند و عزیز تو اللہ کا کلمہ ہی ہے۔ اللہ غالب ہے حکمت والا ہے۔ (التوبہ:۴۰)

پس محرم کا چاند ہمیں ہجرت نبوی کی یاد دلاتا ہے اور نئے سال کی آمد کا اعلان کرتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بالاتفاق طے کیا کہ اسلامی سال کی ابتداء واقعہ ہجری سے کی جائے انہوں نے تمام متمدن اقوام میں رائج سنہ اور تاریخ کو کوئی اہمیت نہیں دی بلکہ سب سے الگ اسلامی سنہ کا آغاز فرمایا اس طرح یکم محرم الحرام سے اسلامی ہجری سال کا آغاز ہوا مگر بدقسمتی سے مسلمان یادگار ہجرت نبوی کے بجائے مغرب کی نقالی کا خوگر ہو چکا ہے جو اسلامی غیرت اور خودداری کے خلاف ہے۔

مسلمانو! اسلامی ہجری سال یکم جنوری سے نہیں یکم محرم سے شروع ہوتا ہے جو واقعۂ ہجرت نبوی کی یاد تازہ کرتا ہے ہمیں اپنے کاروبار اور معاملات میں اسی کا التزام کرنا چاہئے۔

(۳) ماہ محرم کی تیسری اہم بات یہ ہے کہ محرم کا چاند نظر آتے ہی شہادت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کی آڑ میں بہت سی بدعات ورسوم میں مسلمان اپنا روپیہ بھی صرف کرتا ہے اور اپنے جسم و جان کو بھی جوکھم میں ڈال دیتا ہے اور یہ تاثر دیتا ہے کہ ماہ محرم کا تقدس صرف سانحۂ کربلا کی وجہ سے ہے اور نہایت ہی عقیدت کے ساتھ اہل تشیع کے ساتھ نام نہاد اہل سنت بھی تمام بدعات ورسومات کو انجام دے کر کفریہ اور شرکیہ عقائد کی تبلیغ و تشہیر کرتا ہے۔ جن کی شناعت و قباحت قرآن و حدیث میں صراحۃً موجود ہے بلکہ بریلوی مکتب فکر کے مشہور عالم احمد رضا خان فاضل بریلوی نے بھی اپنے متبعین کو اس سے روکا ہے اور قابل افسوس بات یہ ہے کہ اہل تشیع کے شانہ بہ شانہ بدعات محرم کو اپنانے والے بریلوی مکتب فکر کے علماء و عوام ہی ہیں جنھیں حقیقت کا علم نہیں یا تو وہ غلط فہمی کے شکار ہیں۔ اب ہم چند خرافات محرم کا تذکرہ کرتے ہیں۔

**تعزیہ** : حضرت حسین ابن علی اور دیگر اہل بیت کی تربتوں کی نقل جو ماہ محرم میں بانس وغیرہ سے بنا کر اور اس پر خوبصورت کاغذات سجا کر بطور یادگار نکالتے ہیں اور اسے تعزیہ، تابوت، تمثیل وغیرہ کا نام دیتے ہیں یہ سارے افعال حرام ہیں اور شرک وشبہ پرستی میں آتے ہیں جبکہ اسلام میں قبر پرستی حرام ہے اور اسی قبر پرستی کی کوکھ سے شبہ پرستی نے جنم لیا ہے جن میں اہل تشیع کے

ساتھ نام نہاد ناواقف اہل سنت بھی مبتلا ہیں۔فاضل بریلوی سے سوال ہوا:

**سوال :** کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے۔(بینوا وتوجروا)

**الجواب :** عشرۂ محرم الحرام اگلی شریعتوں سے اس شریعت تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ و فاسقانہ میلوں کا زمانہ کردیا ہے پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بطور خیرات نہ رکھا جائے۔ریا وتفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے پیسے ریت میں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہوگیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں۔اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم،جشن...الخ اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔(بدر الانوار فی آداب الاثار) تعلیمات شاہ احمد رضا خاں بریلوی ص ۵۳.

خان صاحب عرفان شریعت حصہ اول ص ۱۵ میں فرماتے ہیں:

’’تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں اس کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہئے‘‘۔(حوالہ مذکورہ ص ۵۰)

**نذر و نیاز :** تعزیہ پر نذر و نیاز اور چڑھاوے کا بڑا ہجوم ہوتا ہے عقیدت مندوں کی بھیڑ ہوتی ہے۔حل مشکلات ، دفع بلیات،شفایابی،نوکری اور اولاد کے لئے درخواست کی جاتی ہے عرائض لٹکائے جاتے ہیں یہ تمام شرکیہ امور کھلم کھلا انجام دیئے جاتے ہیں۔

فاضل بریلوی سے اس سلسلے میں بھی ایک سوال ہوا:

**سوال :** ’’تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا عرائض بامید حاجت براری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اسکو داخل حسنات جاننا کیسا گناہ ہے‘‘؟

**الجواب :** افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیۂ وممنوع وناجائز ہیں۔(تعزیہ داری ص ۱۵)

کتاب مذکور کے ص ۱۱ ر پر لکھتے ہیں:

تعزیہ پر چڑھایا ہوا کھانا نہ کھانا چاہئے اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دیں تو بھی اس کے کھانے سے احتراز کریں۔(تعلیمات شاہ احمد رضا خان بریلوی ص ۵۵)

آج کل غیر اللہ کے نام پر نذر و نیاز کے لئے راستہ روک روک کر روپئے لئے جاتے ہیں جبکہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سراسر حرام ہے۔ دیکھئے قرآن (البقرۃ: ۱۷۳، المائدہ ۳، الانعام ۱۴۵،النحل ۱۱۵)

**مجالس محرم کا انعقاد و شرکت :** عشرہ محرم میں جگہ جگہ ایسی مجلسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں شہادت نامہ جنگ نامہ وغیرہ منظوم کتابیں پڑھی جاتی ہیں جو موضوع اور باطل واقعات پر مشتمل ہوتی ہیں۔اس میں صحابہ کرام کی شان میں ناروا کلمات ہوتے ہیں انہیں خاطی،غاصب اور پلید وغیرہ باور کرایا جاتا ہے۔ اہل تشیع کی طرح نام نہاد اہلسنت بھی ایسی مجلسیں سجاتے اور کتب شہادت پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ایسی مجلسوں کا انعقاد درست ہے نہ اس میں شرکت جائز ہے۔ فاضل بریلوی شرکت مجالس کے سلسلے میں لکھتے ہیں:

**الجواب :** حرام ہے حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں: ''من کثر سواد قوم فھو منھم''، جو شخص کسی قوم کی تعداد بڑھانے کا سبب بنا وہ انہیں میں سے ہے۔

وہ بدزبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سنا گیا ہے کہ سنیوں کو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہوا تو اپنے یہاں قلتین کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہوا تو وہ روایات موضوعہ وکلمات شیعہ اور ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتیں اور یہ دیکھیں گے سنیں گے اور منع نہ کرسکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ) واللہ تعالیٰ اعلم (تعلیمات شاہ احمد رضا، ص ۵۲)

خان صاحب عرفان شریعت جلد ا، ص ۱۶ میں لکھتے ہیں:

**مسئلہ:** محرم شریف میں مرثیہ خوانی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟

**جواب:** ناجائز ہے وہ مناہی ومنکرات سے پُر ہوتے ہیں۔

ایک جگہ لکھتے ہیں: کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں وہ اکثر موضوعہ وروایات باطل پر مشتمل ہیں یونہی مرثیہ ایسی چیزوں کا پڑھنا سننا گناہ حرام ہے حدیث میں ہے: ''نھی رسول اللہ ﷺ عن المراثی'' رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔ (اعالی الافادہ) (تعلیمات شاہ احمد رضا خاں بریلوی، ص ۵۳)

**ماتم، نوحہ، مرثیہ:**

ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ بہترین نمونہ ہیں زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں ہے شادی اور غم کے مواقع پر ایک مسلمان کو کس طرح شریعت کی پاسداری کرنی چاہیے یہ سب واضح ہے مگر ماہ محرم میں ماتم اور سینہ کوبی، نوحہ اور مرثیہ میں مصروف مسلمان کس طرح تعلیمات نبوی کا مذاق اڑاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱) وہ شخص ہم میں نہیں جس نے رخساروں کو پیٹا، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کے بول بول کر بین کیا۔ (بخاری ومسلم)

(۲) ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نوحہ کرنے والی، سر منڈانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورت سے بیزار ہیں۔ (بخاری ومسلم)

(۳) ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کے تین دن بعد سوگ ختم کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ کسی عورت کو جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے خاوند کے جس کا سوگ چار مہینہ دس دن ہے۔ (بخاری ومسلم)

فاضل بریلوی احکام شریعت حصہ اول، ص ۸۹ پر لکھتے ہیں:

''محرم میں سیاہ سبز کپڑے علامت سوگ ہے اور سوگ حرام ہے''۔

**(مسئلہ)** کیا فرماتے ہیں مسائل ذیل میں بعض اہل سنت محرم کے عشرہ میں نہ تو روٹی پکاتے ہیں نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں بعد دفن روٹی پکائی جائے گی۔ اس دن کپڑے نہیں اتارتے۔ ماہ محرم میں کوئی شادی بیاہ نہیں کرتے۔

**الجواب:** تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ (تعلیمات شاہ احمد رضا، ص ۵۰)

(اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ) (سورہ ہود: ۸۸)

۞۞۞

[۲]

# دین کے دفاع میں صحابہ کا کردار

سرفراز فیضی : داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی

**نصوص وحی کی تعظیم اور صحابہ :**

دین کے دفاع کا سب سے اہم تقاضہ یہ ہے کہ شرعی نصوص کو ان کا مقام دیا جائے۔ اسلام نام ہی اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے لیے کامل سپردگی کا ہے۔ ہدایت یہی ہے کے بندہ دین و دنیا کے ہر معاملے میں خود کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کے حوالے کر دے۔ اور گمراہی کا ہر دروازہ اطاعت میں تقصیر سے کھلتا ہے۔

قرآن میں جتنی کثرت اور شدّت تاکید سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے اس سے اس امر کی اہمیّت واضح ہوتی ہے۔ اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم آجانے کے بعد ایمان والوں کے لیے تسلیم و انقیاد کے علاوہ کوئی راستہ نہیں رکھا گیا ہے۔ ایمان والے بندے کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کا حکم سننے کے بعد اطاعت ہی واحد آپشن ہے۔ دین میں خرابی ہمیشہ اسی صورت میں پیدا ہوتی ہے جب اللہ اور اس کے رسول کا حکم آجانے کے بعد بندہ اپنے لیے بھی کوئی اختیار اپنے پاس بچا کر رکھے۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لئے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (النور:51)

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً

اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، (یاد رکھو) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا (الأحزاب:36)

زندگی کے تمام امور میں اللہ اور اس کے رسول کو اطاعت اور فرمانبرداری کے اس مقام پر رکھنا جہاں دنیا کی کوئی شخصیت پہنچنے نا پائے ایمان کا اوّلین تقاضہ ہے۔ بلکہ صرف اطاعت و فرمانبرداری ہی کافی نہیں بلکہ دل میں کسی بھی قسم کی حرج اور تنگی محسوس کیے بغیر نصوص وحی کے سامنے سر جھکا دینا ایمان کے لیے لازم ہے۔

فَلاَ وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ حَتَّىَ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لاَ يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجاً مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيماً

سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں اور کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں (النساء:65)

اسلام کا مطلب ہی کامل سپردگی اور استسلام ہے بغیر اس کے بندے کا اسلام مکمّل نہیں ہوسکتا۔

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى

اور جو (شخص) اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا، (لقمان:22)

وَمَنْ أَحْسَنُ دِيناً مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ

باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے؟ جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے اور ہو بھی نیکوکار، (النساء:512)

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فلا يثبت إسلام !! لمن لم يسلم لنصوص الوحيين ، ولا يثبت إسلام !! لمن لم ينقاد إلى نصوص الشريعة ، ولا يثبت إسلام !! لمن اعترض عليها أو عارضها برأيه أو عقله أو قياسه أو رأي غيره من البشر۔

جو شخص نصوص وحی (قرآن و سنّت) کے سامنے جھک نہ جائے اس کا اسلام ہی ثابت نہیں۔ نہ اس شخص کا اسلام ثابت ہے جو نصوص شریعت کے لیے اطاعت و انقیاد نہ کرے۔ نہ اس شخص کا اسلام صحیح ہے جو قرآن سنّت کے نصوص آجانے کے بعد اپنی یا کسی اور کی رائے، عقل، قیاس سے ان کا معارضہ کرے۔

(شرح الواسطیہ تعلیق السقاف ص339)

ایمان اور استسلام اور اطاعت و انقیاد کے اس ایمانی تقاضے کو سب سے پہلے صحابہ نے پورا کر کے دکھایا۔ ایمان اپنی کامل ترین صورت میں ان کے کرداروں میں ظاہر ہوا۔ اس لیے اللہ نے قیامت تک آنے والے لوگوں ک لیے ان کے ایمان اور اسلام کو مثال قرار دیا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرمانبرداری میں یہ رہتی دنیا تک آنے والے ہر انسان کے لیے اسوہ اور مثال قرار دیے گئے۔

فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں گے، اور اگر منھ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالی ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے (البقرۃ:137)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۗ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ! یقیناً یہی بیوقوف ہیں، لیکن جانتے نہیں (البقرۃ:13)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نصوص شریعت کے لیے صحابہ کے اس تعظیم پر یوں نغمہ طراز ہیں۔

'وكان من أعظم ما أنعم الله به عليهم اعتصامهم بالكتاب والسنة، فكان من الأصول

المتفق عليها بين الصحابة والتابعين لهم بإحسان أنه لا يقبل من أحد قط أن يعارض القرآن، لا برأيه، ولا ذوقه، ولا معقولة، ولا قياسه، ولا وجده.

کتاب وسنّت کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی توفیق صحابہ اور تابعین پر اللہ رب العزت کا سب سے بڑا احسان تھا۔ ان کے یہاں یہ اصول متفق علیہ تھا کہ قرآن کے برخلاف کسی کی عقل، رائے، قیاس، ذوق، وجدن قابل قبول نہیں۔ [الفتاوی 13/28].

اس کامل اطاعت کی بے شمار مثالیں صحابہ کی زندگی میں ملتی ہیں۔ ان میں سے کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں:

❁عبد الله بن هشام، قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو آخذ بيد عمر بن الخطاب فقال له عمر يا رسول الله لأنت أحب إلى من كل شىء إلا من نفسي. فقال النبي صلى الله عليه وسلم " لا والذي نفسي بيده حتى أكون أحب إليك من نفسك ". فقال له عمر فإنه الآن والله لأنت أحب إلى من نفسي. فقال النبي صلى الله عليه وسلم " الآن يا عمر ".

عبداللہ بن ہشام نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوا میری اپنی جان کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر واللہ! اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں، عمر! اب تیرا ایمان پورا ہوا۔

[صحيح البخاري « كِتَاب الْأَيْمَانِ وَالنُّذُورِ « بَاب كَيْفَ كَانَتْ يَمِينُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ ... رقم الحديث: 6170]

❁ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ حَدَّثَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِي رَهْطٍ، وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ، فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ، يَوْمَئِذٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ« قَالَ: أَوْ قَالَ: »الْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ« فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: إِنَّا لَنَجِدُ فِي بَعْضِ الْكُتُبِ - أَوِ الْحِكْمَةِ - أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَوَقَارًا لِلَّهِ، وَمِنْهُ ضَعْفٌ، قَالَ: فَ**غَضِبَ عِمْرَانُ حَتَّى احْمَرَّتَا عَيْنَاهُ، وَقَالَ: أَلَا أُرَى أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتُعَارِضُ فِيهِ،** قَالَ: فَأَعَادَ عِمْرَانُ الْحَدِيثَ، قَالَ: فَأَعَادَ بُشَيْرٌ، فَغَضِبَ عِمْرَانُ، قَالَ: فَمَا زِلْنَا نَقُولُ فِيهِ إِنَّهُ مِنَّا يَا أَبَا نُجَيْدٍ، إِنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ۔

حضرت ابو قتادہ (تمیم بن نذیر) سے روایت ہے کہ ہم عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے ایک رہط (دس سے کم مردوں کی جمات کو رہط کہتے ہیں۔) میں حاضر تھے اور ہم میں بشیر بن کعب بھی تھے۔ عمران نے اس دن حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیا خیر ہے یا حیا خیر ہے پوری کی پوری۔ بشیر بن کعب نے کہا ہم نے بعض کتابوں میں یا حکمت میں دیکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم تو سکینہ اور وقار ہے اللہ تعالیٰ کیلئے اور ایک حیا ضعفِ نفس ہے۔ **یہ سن کر عمران کو اتنا غصہ آیا کہ ان کی**

**آنکھیں سرخ ہوگئیں اور انہوں نے کہا کہ میں تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اس کے خلاف بیان کرتا ہے۔** ابوقتادہ نے کہا کہ عمران نے پھر دوبارہ اسی حدیث کو بیان کیا۔ بشیر نے پھر دوبارہ وہی بات کہی تو عمران غصہ ہوئے تو ہم سب نے کہا کہ اے ابونجید! (یہ عمران بن حصین کی کنیت ہے) بشیر ہم میں سے ہے (یعنی مسلمان اور حدیث کا طالب علم ہے) اس میں کوئی عیب نہیں۔ (یعنی وہ منافق یا بے دین یا بدعتی نہیں ہے) (صحیح مسلم ،كِتَابُ الْإِيمَانَ، بَابُ شُعَبِ الْإِيمَانِ)

❁ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: »لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا« قَالَ: فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: وَاللهِ لَنَمْنَعُهُنَّ، قَالَ: **فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ: فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ: " أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقُولُ: وَاللهِ لَنَمْنَعُهُنَّ "**

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کی بندیوں (عورتوں) کو مسجد میں صلاۃ پڑھنے سے نہ روکو جب وہ تم سے اس کی اجازت طلب کریں۔“ تو ان کے بیٹے بلال نے ان سے کہا: ہم تو انہیں ضرور روکیں گے، **یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بہت ہی برا بھلا کہا۔ ایسا جیسا کبھی ان سے نہیں سنا تھا۔ اور فرمایا: میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کررہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں ضرور روکیں گے؟**

( صحيح مسلم ، كِتَابُ الصَّلَاةِ، بَابُ خُرُوجِ النِّسَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ، وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجْ مُطَيَّبَةً)

❁ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: رَأَى عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُغَفَّلِ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: لَا تَخْذِفْ، »فَإِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ - أَوْ قَالَ - يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ، فَإِنَّهُ لَا يُصْطَادُ بِهِ الصَّيْدُ، وَلَا يُنْكَأُ بِهِ الْعَدُوُّ، وَلَكِنَّهُ يَكْسِرُ السِّنَّ، وَيَفْقَأُ الْعَيْنَ«، ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ، فَقَالَ لَهُ: **»أُخْبِرُكَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْرَهُ أَوْ يَنْهَى عَنِ الْخَذْفِ ثُمَّ أَرَاكَ تَخْذِفُ، لَا أُكَلِّمُكَ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا«.**

کہا: حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو کنکر سے (کسی چیز کو) نشانہ بناتے ہوئے دیکھا تو کہا: کنکر سے نشانہ مت بناؤ، رسول اللہ ﷺ اسے ناپسند فرماتے تھے۔ یا کہا۔ کنکر مارنے سے منع فرماتے تھے، کیونکہ اس کے ذریعے سے نہ کوئی شکار مارا جاسکتا ہے۔ نہ دشمن کو (پیچھے) دھکیلا جاسکتا ہے یہ (صرف) دانت توڑتا ہے یا آنکھ پھوڑتا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے اس شخص کو پھر کنکر مارتے دیکھا تو اس سے کہا: **میں تمھیں بتاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند فرماتے تھے یا (کہا:) آپ اس سے منع فرماتے تھے، پھر میں تمھیں دیکھتا ہوں کہ تم کنکر مار رہے ہو! میں اتنا اتنا (عرصہ) تم سے ایک جملہ تک نہ کہوں گا (بات تک نہ کروں گا)**

(صحيح مسلم ،كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ وَمَا يُؤْكَلُ مِنَ الْحَيَوَانِ ، بَابُ إِبَاحَةِ مَا يُسْتَعَانُ بِهِ عَلَى الِاصْطِيَادِ وَالْعَدُوِّ، وَكَرَاهَةِ الْخَذْفِ)

❁ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ الأَنْصَارِيَّ -النَّقِيبَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ- غَزَا مَعَ مُعَاوِيَةَ عَرْضَ

الرُّومِ، فَنَظَرَ إِلَى النَّاسِ، وَهُمْ يَتَبَايَعُونَ كِسَرَ الذَّهَبِ بِالدَّنَانِيرِ، وَكِسَرَ الْفِضَّةِ بِالدَّرَاهِمِ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ الرِّبَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: < لا تَبْتَاعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلا مِثْلا بِمِثْلٍ، لا زِيَادَةَ بَيْنَهُمَا وَلا نَظِرَةً >، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: يَا أَبَا الْوَ لِيدِ! لا أَرَى الرِّبَا فِي هَذَا إِلا مَا كَانَ مِنْ نَظِرَةٍ، فَقَالَ عُبَادَةُ: **أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ رَأْيِكَ؟! لَئِنْ أَخْرَجَنِي اللَّهُ لا أُسَاكِنْكَ بِأَرْضٍ لَكَ عَلَيَّ فِيهَا إِمْرَةٌ**، فَلَمَّا قَفَلَ لَحِقَ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا أَقْدَمَكَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ فَقَصَّ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ وَمَا قَالَ مِنْ مُسَاكَنَتِهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ إِلَى أَرْضِكَ، فَقَبَحَ اللَّهُ أَرْضًا لَسْتَ فِيهَا وَأَمْثَالُكَ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ: لا إِمْرَةَ لَكَ عَلَيْهِ، وَاحْمِلِ النَّاسَ عَلَى مَا قَالَ، فَإِنَّهُ هُوَ الأَمْرُ۔

عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے (جو کہ عقبہ کی رات میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرنے والے صحابی ہیں) معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرزمین روم میں جہاد کیا، وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ سونے کے ٹکڑوں کو دینار (اشرفی) کے بدلے اور چاندی کے ٹکڑوں کو درہم کے بدلے بیچتے ہیں، تو کہا: لوگو! تم سود کھاتے ہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''تم سونے کو سونے سے نہ بیچو مگر برابر برابر، نہ تو اس میں زیادتی ہو اور نہ ادھار۔'' (یعنی ایک ہاتھ لو اور دوسرے ہاتھ دو۔)، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: ابوالولید! (عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالولید ہے۔) میری رائے میں تو یہ سود نہیں ہے، یعنی نقدا نقد میں تفاضل (کمی بیشی) جائز ہے، ہاں اگر ادھار ہے تو وہ سود ہے، عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: **میں آپ سے حدیث رسول بیان کر رہا ہوں اور آپ اپنی رائے بیان کر رہے ہیں، اگر اللہ تعالی نے مجھے یہاں سے صحیح سالم نکال دیا تو میں کسی ایسی سرزمین میں نہیں رہ سکتا جہاں میرے اوپر آپ کی حکمرانی چلے،** پھر جب وہ واپس لوٹے تو مدینہ چلے گئے، تو ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ابوالولید! مدینہ آنے کا سبب کیا ہے؟ تو انہوں نے ان سے پورا واقعہ بیان کیا، اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان کے زیر انتظام علاقہ میں نہ رہنے کی جو بات کہی تھی اسے بھی بیان کیا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ابوالولید! آپ اپنی سرزمین کی طرف واپس لوٹ جائیں، اللہ اس سرزمین میں کوئی بھلائی نہ رکھے جس میں آپ اور آپ جیسے لوگ نہ ہوں''، اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ عبادہ پر آپ کا حکم نہیں چلے گا، آپ لوگوں کو ترغیب دیں کہ وہ عبادہ کی بات پر چلیں کیونکہ شرعی حکم دراصل وہی ہے جو انہوں نے بیان کیا۔

(سنن ابن ماجة ,, بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ عَارَضَهُ ،قال الالبانی صحيح۔ الإبانة الكبرى لابن بطة ،بَابُ ذِكْرِ مَا جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ مِنْ طَاعَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّحْذِيرِ مِنْ طَوَائِفَ يُعَارِضُونَ سُنَنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُرْآنِ)

اطاعت کی ایسی بے شمار مثالوں سے حدیث اور سیرت کی کتابیں پر ہیں۔ یہ چند مثالیں نبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کے لیے صحابہ اخلاص اور غیرت سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

(جاری)

☆☆☆

ایمانیات

[۱۱]

# استقامت: فضائل اور رکاوٹیں

ابوعبداللہ عنایت اللہ سنابلی مدنی

**۲۵۔ دنیا میں مقبولیت:**

اسی طرح استقامت کی ایک فضیلت دنیا میں مقبولیت اور لوگوں کی محبت بھی ہے۔

یہ ایسی چیز ہے جس میں فی نفسہ انسان کا کوئی دخل نہیں، بلکہ یہ چیز اسے تبعاً حاصل ہوتی ہے، یہ اللہ کا فضل اور دنیا میں مومن کی فوری خوشخبری کے قبیل سے ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحیح حدیث میں خبر دی ہے، یہ بلا شبہہ دنیا و آخرت میں سعادت و ثابت قدمی کے اسباب میں سے ہے۔

اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے:

{اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ○ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَكَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ○ لَهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَفِى الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ}[یونس: ۶۲-۶۴]۔

یادرکھو اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کا تقویٰ اپناتے ہیں۔ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کی باتوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، یہ بڑی کامیابی ہے۔

شیخ عبدالرحمن سعدی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں اس آیت کریمہ کے تحت فرماتے ہیں: ''دنیوی بشارت میں نیک تعریف، مومنین کے دلوں میں محبت، نیک خواب اور بندہ اپنی ذات پر جو اللہ کا لطف وکرم، نیک اخلاق واعمال کی آسانی، اور بداخلاق سے دوری وغیرہ محسوس کرتا ہے، شامل ہیں''۔

اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

**''یا رسول اللہ: الرجل یعمل العمل لنفسه، ویحمده الناس علیه ویثنون علیه به، ویحبه الناس، فقال** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**: '' تلک عاجل بشری المؤمن''** (اسے امام احمد اور مسلم نے روایت کیا ہے)۔

اے اللہ کے رسول! آدمی خود اپنے لئے عمل کرتا ہے، لوگ اس پر اس کی حمد وستائش کرتے ہیں، اور اس سے محبت کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: یہ مومن کی فوری خوشخبری ہے۔

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

{إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَنُ وُدًّا}[مریم:۹۶]۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کئے عنقریب اللہ ان کے لئے محبت قائم کردے گا۔

یعنی لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دے گا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

"إن الله إذا أحب عبداً دعا جبريل فقال: إني أحب فلاناً فأحبه فيحبه جبريل، فينادي في أهل السماء: إن الله يحب فلاناً فأحبوه، فيوضع له القبول في الأرض"۔

بے شک جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں' لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو' چنانچہ جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں' اور پھر آسمان والوں میں اعلان فرماتے ہیں کہ: بیشک اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے' لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو' لہٰذا روئے زمین میں اس کی محبت ڈال دی جاتی ہے۔

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فضل وکرم ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من أثنيتم عليه خيراً وجبت له الجنة، ومن أثنيتم عليه شراً وجبت له النار، أنتم شهداء الله في أرضه" (متفق علیہ)۔

تم جس کی تعریف کردو اس کے لئے جنت واجب ہوجائے' اور تم جس کی برائی کردو اس کے لئے جہنم واجب ہوجائے' تم اللہ کی زمین میں اس کے گواہ ہو۔

اور جیسا کہ میں نے کہا: انسان اس کی چاہت میں نہیں ہوتا' نہ ہی اسے طلب کرتا ہے' کیونکہ مخلص مومن صرف اللہ کی رضا اور دار آخرت ہی کے لئے عمل کرتا ہے' لیکن جب یہ چیز دیکھتا یا اس کے بارے میں لوگوں سے سنتا ہے' اور ساتھ ہی وہ مخلص بھی ہوتا ہے تو یہ اللہ کے یہاں قبولیت کی علامت قرار پاتی ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب 'الداء والدواء' میں فرماتے ہیں: "بندے پر اللہ کی ایک عظیم نعمت یہ ہے کہ دنیا والوں میں اس کا ذکر بلند کردے اور اس کی قدر ومنزلت کا چرچا ہو' اسی لئے اللہ نے اپنے انبیاء ورسل کو خصوصی طور پر یہ چیز اس قدر عطا فرمائی ہے کہ اتنا کسی اور کو نہیں' جیسا کہ ارشاد باری ہے:

{وَاذْكُرْ عِبَادَنَآ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ○ إِنَّآ أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ} [ص: ۴۵، ۴۶]۔

ہمارے بندوں ابراہیم' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے۔

یعنی ہم نے انہیں ایک عظیم خصوصیت سے نوازا ہے اور وہ ہے "نیک نامی" جس کے ذریعہ اس دنیا میں انہیں یاد کیا جاتا رہے گا۔

اسی طرح وہ "سچی زبان" ہے جس کا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے سوال کیا تھا' ارشاد باری ہے:

{وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ} [الشعراء: ۸۴]۔

اور بعد والوں میں میرے لئے سچی زبان بنادے۔

اسی طرح نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت ان تمام انبیا ورسل کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

{وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا} [مریم: ۵۰]۔

اور ان سب کو ہم نے بہت سی رحمتیں عطا فرمائیں' اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کا بلند درجہ کردیا۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

{وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ} [الشرح: ۴]۔

اور ہم نے آپ کا ذکر بلند کیا۔

چنانچہ رسولوں کے متبعین کو بھی ان کی اطاعت وفرمانبرداری کے بقدر، اس کا حصہ ملے گا، اور جو بھی ان کی نافرمانی کرے گا، گناہ ونافرمانی کے بقدر اس چیز سے محروم ہوجائے گا۔

اور بعض بندوں کی مقبولیت کے بارے میں ایک پیاری بات یہ مروی ہے کہ ایک شخص یزید بن عبدالملک کے پاس آیا اور بولا: آپ کے والد عبدالملک نے مجھے فلاں جگہ ایک زمین دی تھی، پھر عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ آئے تو انہوں نے وہ زمین مجھ سے لے لی۔

تو یزید نے کہا: سبحان اللہ! جس نے تمہیں زمین دی تھی اس کے لئے تو تم نے ''رحمہ اللہ'' (اللہ ان پر رحم فرمائے) نہیں کہا، اور جس نے چھین لی، اس کے لئے تم نے ''رحمہ اللہ'' (اللہ ان پر رحم فرمائے) کہا؟؟ تو اس شخص نے کہا: صرف تنہا میں ہی ایسا نہیں کہتا ہوں، بلکہ تمام لوگ ایسا کہتے ہیں۔

اسی طرح اس مقبولیت اور محبت ومودت کی ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ اہل استقامت کی خدمت میں حاضر ہوکر ان سے صلاح ومشورہ اور مدد لیتے ہیں، یہ عبادت ونیکی کا ایک عظیم دروازہ ہے۔

مسلمان براہ راست اس چیز کو طلب نہیں کرتا، اسی طرح جاہ ومرتبہ اور سرداری وغیرہ نہیں مانگتا، بلکہ یہ چیز اسے حاصل ہوتی ہے اور وہ اسے اللہ کی اطاعت میں صرف کرتا ہے۔

چنانچہ جب لوگوں کی حاجت براری کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت کے مواقع میسر آتے ہیں تو انسان اس نعمت سے خوش ہوتا ہے۔

بہرکیف اہل استقامت الحمد للہ سماج ومعاشرہ میں حسن ظن کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں، لوگ ان سے رجوع کرتے ہیں، صلاح ومشورہ لیتے ہیں، ان سے تعاون مانگتے ہیں، چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اہل استقامت لوگوں کی ضرورتوں کی تکمیل، اور باہمی اختلافات کے تصفیے وغیرہ جیسے عظیم کاموں میں مشغول رہتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

**''أحب عباد الله أنفعهم، وأحب الأعمال إلى الله سرور تدخله على مسلم، أو تكشف عنه كربة، أو تقضي عنه ديناً، أو تطرد عنه جوعاً، ولأن أمشي مع أخي المسلم في حاجة أحب إلي من أن أعتكف شهراً، ومن كف غضبه ستر الله عورته، ومن كظم غيضاً ولو شاء أن يمضيه أمضاه، ملأ الله قلبه رضى يوم القيامة، ومن مشى مع أخيه المسلم في حاجته حتى يثبتها له أثبت الله تعالى قدمه يوم تزل الأقدام، وإن سوء الخلق ليفسد العمل كما يفسد الخل العسل''** (اسے امام ابن ابی الدنیا اور طبرانی نے روایت کیا ہے، صحیح الجامع (۱۷۶))۔

اللہ کے بندوں میں سب سے پیارا وہ ہے جو سب سے زیادہ نفع بخش ہو، اور اللہ کے یہاں سب سے محبوب عمل کسی مسلمان کو خوشی پہنچانا، یا اس کی کوئی مصیبت ہٹانا، یا اس کا کوئی قرض چکا دینا، یا اس کی بھوک کو زائل کردینا ہے۔ اور مجھے اپنے کسی مسلمان بھائی کی ضرورت کی تکمیل کے لئے نکلنا ایک ماہ اعتکاف کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ اور جو اپنا غصہ روک لے، اللہ اس کی پردہ پوشی کرے گا، اور جو طاقت واختیار کے باوجود غصہ پی لے، اللہ

قیامت کے دن اس کے دل کو رضامندی سے بھر دے گا۔ اور جو اپنے بھائی کی کسی ضرورت کی تکمیل کے لئے چلے گا' یہاں تک کہ اسے مکمل کر دے' اللہ تعالیٰ قیامت کے دن' اسے ثابت قدم رکھے گا' جس دن سارے قدم ڈگمگا جائیں گے، اور بداخلاقی عمل کو ایسے ہی برباد کر دیتی ہے' جیسے سرکہ شہد کو بدمزہ کر دیتا ہے۔

اور اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

{لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١١٤﴾} [النساء: ۱۱۴]۔

ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں' البتہ بھلائی اس کے مشورے میں ہے جو خیرات کا یا نیک بات کا' یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے' اور جو شخص صرف اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے ارادہ سے یہ کام کرے' اسے ہم یقیناً بہت بڑا ثواب دیں گے۔

**۲۶۔ ہیبت و تعظیم:**

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي، نصرت بالرعب مسيرة شهرٍ، وجعلت لي الأرض مسجداً وطهوراً۔۔۔" الحدیث (متفق علیہ بروایت جابر رضی اللہ عنہ)۔

مجھے پانچ خصوصیتیں ایسی دی گئی ہیں' جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں: ایک ماہ کی مسافت سے دشمن کے دل میں رعب و دبدبہ سے میری مدد کی گئی ہے' اور روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک بنا دیا گیا ہے۔۔۔۔

اس حدیث میں مطلوبہ لفظ "نصرت بالرعب" ہے۔

علماء کرام کہتے ہیں: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے' بلکہ آپ کے بعد آپ کی امت کے لئے بھی عام ہے' چنانچہ امت جس قدر اپنے دین پر ثابت قدم ہوگی' اللہ تعالیٰ اسی قدر دشمن کے دلوں میں ان کا رعب و دبدبہ ڈالے گا' جس سے امت غلبہ و فتحیابی سے ہمکنار ہوگی (دیکھئے: فتح الباری (۱/ ۴۳۷) ونیل الاوطار (۱/ ۳۲۷))۔

اسی طرح مسلمانوں میں سے جو بھی اللہ کے دین کا پابند ہوگا' اللہ عزوجل اس کی استقامت کے مطابق لوگوں کے دلوں میں اُس کی ہیبت وعظمت بٹھا دے گا۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ ورفع درجتہ فرماتے ہیں: "اگر امت اپنے نبی کے اسوہ پر قائم رہے گی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ فضیلت اس کے لئے بھی ثابت ہوگی' کیونکہ جس معنیٰ کے سبب رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت ہوئی ہے' اگر وہ بات آپ کی امت میں بھی پائی جائے گی تو بلاشبہ اللہ کی نصرت بھی جاری رہے گی" (شرح بلوغ المرام (۱/ ۶۳۰))۔

شیخ عبدالکریم الخضیر حفظہ اللہ ورعاہ فرماتے ہیں: "اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پیروکار کے لئے بندوں کے دلوں میں خوف اور رعب و دبدبہ پیوست ہے' اگرچہ وہ شخص بظاہر بااخلاق' مسکرانے والا اور نرم گوشے والا ہی کیوں نہ ہو' لیکن اس کی استقامت کے بقدر اللہ تعالیٰ دوسروں کے دلوں میں اس کی ہیبت وعظمت ڈال دیتا ہے' ہر شخص کو اس کی استقامت کے مطابق ہیبت و دبدبہ کا حصہ ملتا ہے' اور یہ چیز مشاہدہ میں بھی ہے" (مجموعہ کیسیٹ شرح جوامع الاخبار، حدیث (۲۶))۔

***

[۳]

عقیدہ ومنہج

# اللہ تعالیٰ عرش پر ہے ہر جگہ نہیں

محمد مقیم فیضی

**اللہ تعالیٰ کے علو وفوقیت کا ثبوت آثار صحابہ سے :**

ذیل میں صحابہ کے وہ آثار بیان کئے جارہے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں عرش پر ہے، اور یہ آثار مرفوع احادیث کے حکم میں ہوتے ہیں، کیونکہ یہ باتیں ضرور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اخذ کی ہوں گی، اس لئے کہ یہ باتیں اجتہاد سے نہیں کہی جاسکتی ہیں ان میں اپنی ذاتی رایوں کی گنجائش نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ یہ پورے طور پر انہیں رسول اللہ ﷺ ہی سے ملی ہوتی ہیں۔

**ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ :**

(۱) جب نبی ﷺ کا انتقال ہوگیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: ”مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّداً فَإِنَّهُ قَدْمَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ الَّذِيْ فِيْ السَّمَاءِ فَإِنَّهُ حَيٌّ لَايَمُوْتُ“.

جو شخص محمد (ﷺ) کی عبادت کرتا تھا تو (وہ یہ جان لے کہ) ان کی وفات ہوچکی ہے، اور جو شخص اس کی عبادت کرتا تھا جو آسمان میں ہے تو وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: دارمی نے اسی طرح بسند صحیح اس کی تخریج کی ہے، اور بخاری نے بھی بواسطہ نافع عن ابن عمر اسے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ (دیکھئے: کتاب العرش للذهبي: ۱۲۵/۲ ت، التمیمی، الدارمی فی الرد علی المریسی ص: ۴۶۳، عقائد السلف کے ضمن میں اثبات صفۃ العلو لابن قدامہ ص: ۱۰۱-۱۰۲، نمبر ۷۰ ذهبی فی العلو (ص ۶۲)، الأربعین ص: ۵۶-۵۷، نمبر ۳۳ ودیگر، اور اس کی اصل صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت بعد الموت ح ۱۲۴۲ میں ہے اور اس کے الفاظ ہیں: ”من كان يعبد الله فإن الله حي لايموت“ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی)۔

**حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ :**

(۲) حضرت عبدالرحمان بن غنم سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ”وَيْلٌ لِدَيَّانِ مَنْ فِي الْأَرْضِ مِنْ دَيَّانِ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ، إِلَا مَنْ أَمَرَ بِالْعَدْلِ، وَقَضٰى بِالْحَقِّ وَلَمْ يَقْضِ عَلٰى هَوَى، وَلَا عَلٰى قَرَابَةٍ، وَلَا عَلٰى رَغْبٍ، وَلَا رَهْبٍ، وَجَعَلَ كِتَابَ اللهِ مِرْآةً بَيْنَ عَيْنَيْهِ“ قَالَ ابْنُ غَنَمٍ: ”فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيْثِ عُثْمَانَ، وَمُعَاوِيَةَ، وَيَزِيْدَ، وَعَبَدَالْمَلِكِ“.

بربادی ہے زمین والوں کے بادشاہوں کی آسمان والوں کے بادشاہ سے، مگر جو عدل کرے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے، نہ کسی نفسانی خواہش پر فیصلہ کرے نہ قربتداری پر، نہ کسی چاہت پر نہ کسی خوف پر، اور اللہ کی کتاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے آئنہ

بنا کر رکھے۔

حضرت ابن غنم فرماتے ہیں: ''پھر میں نے اس حدیث کو حضرت عثمان، حضرت معاویہ، یزید اور عبدالملک سے بیان کیا''۔

(اس کی تخریج دارمی نے الرد علی المریسی (ص ۴۶۲) میں عقائد سلف کے ضمن میں کی ہے، اور فی الرد علی الجھمیة (ص ۱۰۴) میں کی ہے، اور اجتماع الجیوش الاسلامیہ لابن القیم (ص ۱۲۰) میں بحوالہ ابونعیم اس کی تخریج کی گئی ہے، اور البانی نے کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے، دیکھئے مختصر العلو (ص ۱۰۳) تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب العرش للذهبي ۲/۱۲۶ ت. التمیمی)

(۳) حضرت قیس سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو لوگوں نے ان کا استقبال کیا اور وہ اپنے اونٹ ہی پر سوار تھے، لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین اگر آپ مضبوط گھوڑے پر سوار ہوجاتے تو اچھا ہوتا کیونکہ بڑے بڑے اور سردار لوگ آپ سے ملنے والے ہیں، تب آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں صحیح بات نہ بتادوں، ''إِنَّمَا الْأَمْرُ مِنْ هٰهُنَا فَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى السَّمَاءِ'' دیکھو سب باتیں وہاں سے ہوتی ہیں، اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا۔

ذہبی فرماتے ہیں: اس کی سند آفتاب کی طرح ہے اور البانی فرماتے ہیں اس کی تخریج دارمی نے ص ۱۰۵ پر کی ہے اور الرد علی الجھمیہ میں ص ۱۲۶ پر... اور اس کی اسناد شیخین کی شرط پر صحیح ہے۔ (دیکھئے مختصر العلو للالبانی ص ۱۰۳)

### عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ''مَابَيْنَ السَّمَاءِ الْقُصْوَى وَالْكُرْسِيِّ خَمَسُمِائَةِ عَامٍ، وَبَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ كَذٰلِكَ، وَالْعَرْشُ فَوْقَ الْمَاءِ وَاللّٰهُ فَوْقَ الْعَرْشِ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْئٌ مِنْ أَعْمَالِكُمْ''۔

آخری آسمان اور کرسی کے درمیان (کا فاصلہ) پانچ سو سال ہے، اور کرسی اور پانی کے درمیان بھی اتنا ہی ہے، اور عرش پانی کے اوپر ہے، اور اللہ عرش کے اوپر ہے، اور تمہارے اعمال میں سے کوئی چیز اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔

ذہبی فرماتے: لالکائی اور بیہقی نے اسے بسند صحیح ان سے روایت کیا ہے (دیکھئے: العرش للذہبی ۲/۱۲۹، دارمی نے الرد علی الجھمیة ص ۲۷۵ ضمن عقائد السلف، ابن خزیمه فی التوحید ۱/۲۴۲-۲۴۳ ح ۱۴۹ طبرانی في الكبير ۹/۲۲۸، ابو الشیخ فی العظمة ۲/۶۸۸-۶۸۹ ح ۲۷۹/ ابن عبدالبر فی التمهید ۷/۱۳۹، ابن قدامة فی اثبات صفة العلو ۱۰۴-۱۰۵، ح ۷۵، اجتماع الجیوش الاسلامیه لابن القیم ص ۱۲۲، مجمع الزوائد للھیثمی ۱/۸۶/ اور اسے طبرانی کی طرف منسوب کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

(۵) اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَاللهُ اَكْبَرُ، تَلَقَّاهُنَّ مَلَكٌ فَعَرَجَ بِهِنَّ إِلَى اللهِ تَعَالىٰ، فَلَا يَمُرُّ بِمَلَأٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلّا اسْتَغْفَرُوْا لِقَائِلِهِنَّ، حَتّٰى يَجِيَ، بِهِنَّ وَجْهَ الرَّحْمٰنِ''۔

جو شخص سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر کہتا ہے، ایک فرشتہ انہیں لے لیتا ہے اور انہیں لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف چڑھ جاتا ہے، پھر وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے بھی گزرتا ہے وہ اس

کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ انہیں رحمان کے سامنے لے آتا ہے۔

ذہبی فرماتے ہیں: اس کی تخریج عسال نے کی ہے جس کی سند میں سب ثقہ ہیں۔(دیکھئے: العرش للذهبی: ۱۳۰/۲ /اور امام ابن القیم نے بھی اجتماع الجیوش الاسلامیه ص ۲۵۲/ میں اسے وارد کرنے کے بعد فرمایا ہے کہ عسال نے اس کی تخریج ایسی سند سے کی ہے جس میں سب ثقہ ہیں)۔

(۶) اور حضرت ابن مسعود ہی سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

''إِنَّ الْعَبْدَ لَيَهُمُّ بِالْأَمْرِ مِنَ التِّجَارَةِ وَالْإِمَارَةِ، حَتّٰى إِذَا تَيَسَّرَ لَهُ، نَظَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ، فَيَقُوْلُ لِلْمَلَائِكَةِ: اِصْرِفُوْهُ عَنْهُ، فَإِنَّهُ إِنْ يَسَّرْتُهُ لَهُ أَدْخَلَهُ النَّارَ''.

''بندہ تجارت یا امارت میں سے کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ چیز اسے میسر ہوجاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر سے اس کی طرف دیکھتا ہے، اور فرشتوں سے کہتا ہے: اسے اس سے پھیر دو، کیونکہ اگر میں نے اس چیز کو اس کے لئے آسان کردیا تو وہ اسے دوزخ میں لے جائے گی''۔

اسے ابوالقاسم لالکائی شافعی وغیرہ نے بواسطہ ابن خیثمہ ان سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔(دیکھئے: کتاب العرش للذهبی ۱۳۱/۲، الرد علی الجهمية للدارمی ضمن عقائد السلف ص ۲۷۴-۲۷۵، شرح اصول اعتقاد أهل السنة والجماعة ۶۶۸/۴ ح ۱۲۱۹، العلو للذهبي (ص ۶۴) مختصر الصواعق لابن القیم (۲۱۰/۲) اور فرمایا: اس کی اسناد صحیح ہے)

(۷) اور ابن مسعود سے روایت ہے بیان فرماتے ہیں کہ:

''إِنَّ اللّٰهَ يَبْرُزُ لِأَهْلِ جَنَّتِهٖ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فِيْ كَثِيْبٍ مِنْ كَافُوْرٍ أَبْيَضَ، فَيُحْدِثُ لَهُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ مَالَمْ يَرَوْا مِثْلَهُ، وَيَكُوْنُوْا فِي الدُّنُوِّ مِنْهُ كَمُسَارِعَتِهِمْ إِلَى الْجُمَعِ''.

اللہ تعالیٰ اپنے اہل جنت کے سامنے ہر جمعہ کو سفید کافور کے ایک ٹیلے پر ظاہر ہوگا اور انہیں ایسی عزت سے سرفراز کرے گا کہ انھوں نے اس جیسی عزت افزائی دیکھی نہ ہوگی، اور وہ اس سے قربت میں اسی اعتبار سے ہوں گے جس طرح وہ جمعہ میں جلد آتے رہے ہوں گے۔ ابن بطہ نے بواسطہ عمرو بن قیس حضرت ابن مسعود سے بسند صحیح اسے روایت کیا ہے۔(دیکھئے: کتاب العرش للذهبي ۱۳۱/۲، الابانة لابن بطة تتمة الرد على الجهمية (۴۲/۳، ح ۳۱) دار قطنی (ح ۱۶۵)، السنة لعبد الله بن احمد (۲۵۹/۱، ح ۴۷۶)، طبرانی فی الکبیر، (ح ۹۱۶۹) وغیرہ)۔

### عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما :

(۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: ''فَكِّرُوْا فِيْ كُلِّ شَيْئٍ وَلَا تُفَكِّرُوْا فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ، فَإِنَّ بَيْنَ السَّمٰوَاتِ إِلٰى كُرْسِيِّهٖ سَبْعَةُ آلَافِ نُوْرٍ، وَهُوَ فَوْقَ ذٰلِكَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى''.

ہر چیز پر غور کرو مگر اللہ کی ذات کے بارے میں غور نہ کرو کیونکہ آسمانوں سے اس کی کرسی تک سات ہزار نور درمیان میں ہیں اور وہ سبحانہ وتعالیٰ اس کے اوپر ہے۔

اسے بیہقی نے ''الصفات'' میں اور ابوالشیخ نے کتاب ''العظمۃ'' میں اور دوسروں نے بھی بسند حسن اسے روایت کیا

ہے۔(کتاب العرش للذہبی ۲/ ۱۳۴، کتاب العرش لابن أبی شیبة (نمبر ۱۶)، الترغیب والترھیب للاصفھانی (۲/ ۱۷۳) ، العظمة لابی الشیخ (۱/ ۲۱۲)، الاسماء والصفات للبیہقی ودیگر۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱۳/ ۳۸۳) میں اسے ذکر کرنے کے بعد فرمایا: یہ موقوف روایت ہے، اور اس کی سند عمدہ ہے)

(۹) جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہونے لگی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس گئے؛ اور ان سے فرمایا: ''كُنْتِ أَحَبَّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَمْ يَكُنْ يُحِبُّ إِلَّا طَيِّباً، وَأَنْزَلَ اللهُ بَرَاءَتَكِ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ''.

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے محبوب بیوی تھیں اور وہ صرف پاکبازوں ہی سے محبت رکھتے تھے، اور اللہ نے آپ کی براءت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی ہے۔ (الرد علی البشر المریسی للدارمی ص ۱۰۵،ط أنصار السنة في مصر، اور الرد علی الجھمیة للدارمی ص ۲۷-۲۸ط المکتب الاسلامی، اور اس کی سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے، دیکھئے: مختصر العلو للالباني ص ۱۳۰)

## انس بن مالک رضی اللہ عنہ :

(۱۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: ''قَالَ أَبُوْبَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: اِنْطَلِقْ بِنَا إِلٰى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَاكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَزُوْرُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقُلْنَا مَا يُبْكِيْكِ؟ مَا عِنْدَاللهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِهٖ، فَقَالَتْ صَدَقْتُمَا، وَلٰكِنْ أَبْكِيْ أَنَّ الْوَحْيَ اِنْقَطَعَ عَنَّا مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ''.

''حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عمر سے کہا کہ آؤ چلیں ام ایمن سے ملاقات کرلیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے ملاقات کرنے جایا کرتے تھے، پھر جب وہ دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رو پڑیں، ہم نے کہا: آپ کیوں روتی ہیں؟ اللہ کے پاس جو ہے وہ اس کے رسول کے لئے زیادہ بہتر ہے، تو انھوں نے فرمایا: آپ دونوں سچ کہتے ہیں، مگر میں اس لئے روتی ہوں کہ آسمان سے آنے والی وحی ہم سے منقطع ہوگئی ہے، یہ سن کر ان دونوں کو بھی رونا آ گیا''۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل أم ایمن رضی الله عنہا (۷/ ۱۴۴-۱۴۵) سنن ابن ماجه أبواب ماجاء في الجنائز (۶۵) باب ذکر وفاته ودفنه (۱/ ۳۰۰، ح ۱۶۳۶))

## عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا :

(۱۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''وَ اَيْمُ اللهِ إِنِّيْ لَأَخْشٰى لَوْ كُنْتُ أُحِبُّ قَتْلَهُ لَقَتَلْتُ - يَعْنِيْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ- وَلٰكِنْ عَلِمَ اللهُ فَوْقَ عَرْشِهٖ أَنِّيْ لَمْ أُحِبَّ قَتْلَهُ''.

اللہ کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں انہیں قتل کرنا چاہتی تو قتل کر دیتی ۔یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو۔مگر اپنے عرش کے اوپر سے اللہ یہ بات جانتا ہے کہ میں نے انہیں قتل کرنا پسند نہیں کیا ہے۔ (الرد علی الجھمیة للدارمی ص ۲۷/ اور اس کی سند صحیح ہے دیکھئے مختصر العلو للالبانی (ص ۱۰۴))

## عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما :

(۱۲) زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کا گزر

ایک چرواہے کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا: کیا کوئی بکری ذبح کرنے کو ملے گی؟ تو اس نے جواب دیا کہ ان بکریوں کا مالک یہاں موجود نہیں ہے، ابن عمر نے فرمایا: تم اس سے کہہ دینا کہ بھیڑیا اسے کھا گیا. بیان کرتے ہیں: تب اس نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا: أَيْنَ اللّٰهُ؟ اللہ کہاں ہے؟ تو ابن عمر نے فرمایا، اللہ کی قسم! یہ کہنے کا زیادہ حقدار تو میں ہوں کہ اللہ کہاں ہے؟ اور انھوں نے بکریوں کے ساتھ اس چرواہے کو خریدلیا، اور اسے آزاد کردیا، اور بکریاں بھی اسے دے دیں۔

یہ عمدہ سند کے ساتھ بیان کی گئی روایت ہے، اس کے رجال شیخین کے رجال ہیں صرف عبداللہ بن حارث جمحی جو حاطبی ہیں صدوق ہیں جیسا کہ تقریب میں آیا ہے. ذھبی نے اسے کتاب العلو میں بیان کیا ہے. (دیکھئے: مختصر العلو للالبانی ص ۱۲۷)

## اللہ تعالیٰ کے علو وفوقیت (اوپر ہونے) کا ثبوت آثار تابعین سے

### کعب احبار رحمہ اللہ (وفات آخری خلافت عثمان) :

(۱) حضرت کعب احبار فرماتے ہیں: ”قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي التَّوْرَاةِ: "أَنَا اللّٰهُ فَوْقَ عِبَادِيْ، وَعَرْشِيْ فَوْقَ جِمِيْعِ خَلْقِيْ، وَأَنَا عَلىٰ عَرْشِيْ، أُدَبِّرُ أُمُوْرَ عِبَادِيْ، لَا يَخْفٰى عَلَيَّ شَيْئٌ فِي السَّمَاءِ وَلَا فِي الْأَرْضِ“.

اللہ عزوجل تورات میں فرماتا ہے: میں اللہ اپنے بندوں کے اوپر ہوں، اور میرا عرش میری تمام مخلوقات سے اوپر ہے، اور میں اپنے عرش پر ہوں، اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہوں، مجھ پر آسمان اور زمین کی کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔

علامہ ذہبی نے کتاب العلو میں اسے بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں اور ابن القیم نے بھی اجتماع الجیوش (ص ۱۰۲) میں فرمایا ہے کہ اسے ابوالشیخ اور ابن بطہ وغیرہ نے بسند صحیح ان سے روایت کیا ہے۔ (دیکھئے: مختصر العلو ص ۱۲۸)

### مسروق بن اجدع ہمدانی (۶۲ھ) :

(۲) حضرت مسروق سے ثابت ہے کہ جب وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو کہا کرتے تھے: ”حَدَّثَتْنِي الصِّدِّيْقَةُ بِنَتُ الصِّدِّيْقِ، حَبِيْبَةُ حَبِيْبِ اللهِ، اَلْمُبَرَّأَةُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوَاتٍ“.

مجھ سے صدیقہ بنت صدیق، اللہ کے حبیب کی حبیبہ نے بیان کیا جن کی براءت ساتوں آسمانوں کے اوپر سے آئی ہے۔

(کتاب العرش للذهبی ۱۵۰/۲، ابن سعد فی الطبقات (۶۶/۸)، آجری فی الشریعة (۲۴۰۴/۵، نمبر ۱۸۸۶)، ابو نعيم في الحلية (۴۴/۲) بدو طریق جس میں سے ایک صحیح ہے، العلو للذهبي ص (۹۲) اور کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور ابن قیم نے بھی اسے الجيوش الاسلامية (ص ۱۰۲) میں صحیح کہا ہے، دیکھئے: مختصر العلو ص ۱۲۸)

### عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ ۶۸ھ :

(۳) عبید بن عمیر نے فرمایا: ”ينزل الرب عزوجل شطر الليل إلى السماء الدنيا فيقول: من يسألنى فأعطيه، من يستغفرني فأغفرله، حتى إذا كان الفجر صعد الرب عزوجل“.

اللہ تعالیٰ نصف شب کو آسمان دنیا کی طرف آتا ہے اور فرماتا ہے: کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے مغفرت طلب کرتا ہے کہ میں اسے بخش دوں، یہاں تک کہ جب فجر کا وقت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوپر چڑھ جاتا ہے۔

(كتاب العرش للذهبي: ۱۶۰/۲، السنة لعبد الله بن الامام احمد: ۲۷۲/۱ ح ۵۰۷، اجتماع الجيوش الإسلامية: (ص ۲۵۹))

## ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ ۱۰۰ھ کے بعد :

(۴) مقاتل بن حیان نے حضرت ضحاک کے واسطے سے اللہ تعالیٰ کے قول: ( مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ ) کی تفسیر میں فرمایا کہ:

''هُوَ عَلىٰ عَرْشِهٖ وَعِلْمُهُ مَعَهُمْ، وَفِيْ لَفْظٍ: "هُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ وَ عِلْمُهُ مَعَهُمْ، أَيْنَ مَا كَانُوْا''.

وہ اپنے عرش پر ہے اور اس کا علم ان کے ساتھ ہے، اور دوسرے الفاظ میں فرمایا: وہ عرش پر ہے اور اس کا علم ان کے ساتھ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہوں۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: اس کی تخریج ابو احمد عسال، ابو عبداللہ بن بطہ، اور ابوعمر بن عبدالبر نے عمدہ سندوں کے ساتھ کی ہے اور مقاتل ثقہ امام ہیں۔ (دیکھئے: مختصر العلو: ۱۳۳)

## شریح بن عبید رحمہ اللہ ۱۰۰ھ کے بعد :

(۵) حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ کہا کرتے تھے: ''اِرْتَفَعَ إِلَيْكَ ثُغَاءُ التَّسْبِيْحِ، وَ صَعَدَ إِلَيْكَ وَقَارُ التَّقْدِيْسِ، سُبْحَانَكَ ذَا الْجَبْرُوْتِ، بِيَدِكَ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوتُ، وَالْمَفَاتِيْحُ وَالْمَقَادِيْرُ''.

تسبیح کی ممیاہٹ (آواز) تیری طرف اٹھتی ہے، اور تقدیس کا وقار تیری طرف چڑھتا ہے، تو پاک ہے اے طاقت وعظمت والے، تیرے ہی ہاتھ میں بادشاہت اور عظیم الشان سلطنت، اور کنجیاں اور تقدیریں ہیں۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے اور ابن القیم نے بھی اس کی سند کو صحیح بتایا ہے، ابوالشیخ نے العظمۃ (۳۹۷/۱ نمبر ۱۰۷) میں اسے روایت کیا ہے۔ (دیکھئے: مختصر العلو ۱۲۹، اور كتاب العرش للذهبی: ۱۶۰/۲)

## مجاہد بن جبر مکی رحمہ اللہ ۱۰۱ یا ۱۰۲ یا ۱۰۳ یا ۱۰۴ھ :

(۶) حضرت مجاہد اللہ تعالیٰ کے قول: (وَقَرَّبْنَاهُ نَجِيًّا) (مریم: ۵۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ''بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَبَيْنَ الْعَرْشِ سَبْعُونَ أَلْفَ حِجَابٍ، فَمَازَالَ يَقْرُبُ مُوْسٰى حَتّٰى كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَاحِدٌ، فَلَمَّا رَأَى مَكَانَهُ وَسَمِعَ صَرِيْفَ الْقَلَمِ قَالَ: رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ''.

ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجاب ہیں، موسی علیہ السلام مسلسل قریب ہوتے گئے یہاں تک کہ ان کے اور اس کے درمیان ایک ہی حجاب رہ گیا، پھر جب اس کی جگہ دیکھ لی اور قلم چلنے کی آواز سن لی تو فرمایا: اے میرے رب تو مجھے دکھا کہ میں تجھے ایک نظر دیکھ لوں۔

(كتاب العرش للذهبي: ۱۶۷/۲، تفسیر طبری: ۷۱/۱۶، العظمة لابی الشیخ : ۶۹۰/۲ ح ۲۸۰، الاسماء والصفات للبیهقی: ۲۹۴/۲ نمبر ۸۵۵ وغیرہ، اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھئے: ص ۱۳۲ مختصر العلو)

## قتادۃ بن دعامہ السدوسی ۱۱۳ھ تقریبا :

(۷) حضرت قتادہ سے صحیح روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ: يَارَبِّ أَنْتَ فِي السَّمَاءِ وَنَحْنُ فِي الْأَرْضِ، فَكَيْفَ لَنَا أَنْ نَعْرِفَ رِضَاكَ وَغَضَبَكَ؟ قَالَ: إِذَا رَضِيْتُ عَلَيْكُمْ اسْتَعْمَلْتُ عَلَيْكُمْ خِيَارَكُمْ

وإذَا غَضِبْتُ عَلَيْكُمْ اسْتَعْمَلْتُ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ''.

بنی اسرائیل نے کہا: اے رب تو آسمان میں ہے اور ہم زمین میں ہیں، پھر ہمیں تیری رضامندی اور ناراضگی کا پتہ کیسے چلے گا؟ تو اس نے فرمایا: جب میں تم سے خوش رہوں گا تو تمہارے اوپر تمہارے اچھے لوگوں کو حاکم بناؤں گا، اور جب میں تم سے ناراض ہوں گا تو تمہارے برے لوگوں کو تم پر حاکم بنادوں گا.(دارمی فی الرد علی الجهمية (ص ۲۷۶)، احمد في الزهد (ص ۳۳۷)اور اس میں ہے حضرت موسیٰ بن عمران نے کہا، اور ذھبی نے العلو(ص۹۶) میں اسے بیان کیا ہے اور فرمایا کہ بڑے حفاظ میں سے ایک حضرت قتادہ سے یہ ثابت ہے، اور (اربعین فی صفات رب العالمین (ص ۸۵، نمبر ۳۶ کے تحت) اسے بیان کیا ہے اور اس سے پہلے کہا ہے کہ قتادہ سے یہ صحیح طور پر ثابت ہے اور دیگر اہل علم نے بھی اسے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے)۔

**ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ ۱۲۳ھ تقریباً :**

(۸) ثابت بنانی سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''كَانَ دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُطِيْلُ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَرْكَعُ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ إِلىٰ السَّمَاءِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: إِلَيْكَ رَفَعْتُ رَأْسِيْ يَا عَامِرَ السَّمَاءِ، نَظْرَ الْعَبِيْدِ إِلىٰ أَرْبَابِهَا يَا سَاكِنَ السَّمَاءِ''.

داود علیہ السلام نماز لمبی کرتے تھے پھر رکوع میں جاتے تھے پھر اپنا سر آسمان کی طرف اٹھالیتے اور کہتے تھے: اے آسمان کو آباد کرنے والے میں نے اپنا سر تیری طرف اٹھالیا ہے، ایسے دیکھتا ہوں جیسے غلام اپنے آقاؤں کی طرف دیکھا کرتے ہیں اے آسمان میں رہنے والے۔

علامہ ذہبی فرماتے ہیں: لالکائی نے اسے حضرت ثابت سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ (دیکھئے کتاب العرش للذهبی: ۱۵۶/۲، شرح اصول ... لالکائی: ۴۰۰/۳، ح ۶۶۹، احمد في الزهد (ص ۱۱۱)، ابن قدامه في اثبات صفة العلو (ص ۹۵-۹۶، نمبر ۵۸)، العلو للذهبی (ص ۵۵ اور ص ۹۶) پہلی جگہ فرمایا: اس کی اسناد صالح ہے، اور دوسری جگہ فرمایا لالکائی کی السنہ میں صحیح حدیث ہے)

**ایوب سختیانی رحمہ اللہ ۱۳۱ھ :**

(۹) حضرت حماد بن زید سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ایوب سختیانی سے سنا۔ اور ان کے سامنے معتزلہ کا ذکر کیا گیا تھا۔ فرمایا: ''إِنَّمَا مَدَارُ الْقَوْمِ عَلىٰ أَنْ يَقُوْلُوْا: لَيْسَ فِيْ السَّمَاءِ شَيْئٌ''.

اس قوم کا مدار تو اس بات پر ہے کہ وہ کہہ دیں: آسمان میں کوئی چیز نہیں ہے۔

علامہ ذہبی ''العلو'' میں فرماتے ہیں: اس کی سند آفتاب کی طرح واضح ہے، اور سید اہل بصرہ اور عالم اہل بصرہ سے ستون کی طرح ثابت ہے۔ (دیکھئے مختصر العلو: ۱۳۳)

**سلیمان التیمی رحمہ اللہ ۱۴۳ھ :**

(۱۰) حضرت صدقہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت سلیمان تیمی کو فرماتے ہوئے سنا: ''لَوْ سُئِلْتُ أَيْنَ اللهُ؟ لَقُلْتُ فِي السَّمَاءِ''.

اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ اللہ کہاں ہے تو میں یقینا یہی کہوں گا کہ وہ آسمان میں ہے۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: سلیمان علم وعمل کے اعتبار سے اہل بصرہ کے اماموں میں سے ہیں۔ علامہ البانی فرماتے ہیں: لالکائی نے بھی (۲/۹۲) میں اس کی تخریج کی ہے، یہ صدقہ ابن منتصر ابوشعبہ شعبانی ہیں، ابوزعہ فرماتے ہیں: لابأس بہ۔ ان

میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ الجرح والتعدیل ۲/۱/۲۳۴ میں ہے اور اس کے باقی تمام رجال ثقہ ہیں اور بخاری نے خلق افعال العباد میں (ص ۱۷) پر اسے تعلیقا بیان کیا ہے۔(مختصر العلو ۱۳۳)

**جملہ تابعین کا عقیدہ :**

امام ابن القیم فرماتے ہیں: بیہقی نے اوزاعی تک بسند صحیح روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''كُنَّا وَالتَّابِعُوْنَ مُتَوَافِرُوْنَ نَقُوْلُ: إِنَّ اللهَ تَعَالىٰ ذِكْرُهُ فَوْقَ عَرْشِهٖ، وَنُؤْمِنُ بِمَا وَرَدَتِ السُّنَّةُ بِهٖ مِنْ صِفَاتِهٖ''. تابعین بکثرت موجود تھے جب ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ذکرہ اپنے عرش کے اوپر ہے، اورسنت میں اس کی جو صفتیں وارد ہوئی ہیں ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں۔

(دیکھئے: اجتماع الجیوش الاسلامیة (۱۸۶)، الأسماء والصفات للبیهقی (۲/ ۳۰۴،نمبر ۸۶۵)، الأباطیل والمناکیر للجوزقانی (۱/ ۸۰،نمبر ۷۳) اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ذھبی دونوں نے فرمایا: اس کی سند صحیح ہے، دیکھئے : بیان تلبیس الجهمیة (۱/ ۲۷۰) اور ابن حجر نے فرمایا: بیہقی نے عمدہ سند کے ساتھ اس کی تخریج کی ہے، دیکھئے: درء التعارض : ۶/ ۲۶۲، تذکرة الحفاظ: ۱/ ۱۸۱-۱۸۲، اور فتح الباری: ۱۳/ ۴۰۷)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت اوزاعی نے یہ بات جہم کے ظہور کے بعد فرمائی جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے اوپر ہونے کا منکر تھا اور اس کی صفات کی نفی کیا کرتا تھا، ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ سلف کا مسلک اس کے اقوال کے برعکس ہے۔

(دیکھئے: اجتماع الجیوش: ۱۸۷، اور الفتوى الحمویة۔ جیسا کہ مجموع الفتاوی ۵/ ۳۹، میں آیا ہے)

اور علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ ''التمهید'' میں فرماتے ہیں:

''...علماء صحابہ وتابعین جن سے تفسیر حاصل کی گئی ہے ان سب نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: (مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ ...) (المجادلة: ۷) کی تفسیر میں فرمایا کہ: ''هُوَ عَلىٰ الْعَرْشِ وَعِلْمُهُ فِي كُلِّ مَكَانٍ'' وہ عرش پر ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔ اور جن کی باتیں بطور دلیل وحجت اخذ کی جاتی ہیں ان میں سے کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی ہے۔

علامہ ذھبی فرماتے ہیں: یہ تابعین کے اقوال کا ایک مجموعہ تھا، اور یہی وہ پہلا موقع تھا کہ جب اس شخص کی بات سنی گئی جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے اوپر ہونے کا انکار کرتا تھا، اور یہ ہے جعد بن درھم، اسی طرح اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی صفات سمع وبصر، کلام، ہاتھ اور چہرے وغیرہ کا بھی انکار کیا، لہٰذا خالد بن عبداللہ قسری نے اسے قتل کردیا اور اس کا قصہ مشہور ہے، اور اس سے یہ بات جہمیہ کے امام اور ان کے مُنْتَسَبْ (مورث اعلیٰ جن کی طرف ان کا انتساب ہوتا ہے) جہم بن صفوان نے لیا، اور اسے پھیلایا اور اس کے لئے عقلی شبہات سے استدلال کیا اور اللہ تعالیٰ کے قول (اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ) عرش پر مستوی ہوا کی تاویل ''استولیٰ'' قابض ہوا سے کی، اور یہ واقعہ تابعین کے آخری دور میں پیش آیا، اور اس کے اس قول کی تردید اس زمانے کے ائمہ اوزاعی، ابوحنیفہ، مالک، لیث بن سعد، ثوری، حماد بن زید، حماد بن سلمہ اور ابن مبارک جیسے لوگوں نے اور ان کے بعد کے ائمہ ھدیٰ نے کی۔

(ان شاء اللہ جاری ہے)

(قسط3)

بحث و تحقیق

# امام بخاری رحمہ اللہ اور صحیح بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ

کفایت اللہ سنابلی

گذشتہ سطور میں صحیح بخاری کے رجال (راویوں) اور صحیح بخاری میں غلطیوں کے عنوان سے معترض کے جتنے اعتراضات تھے ان سب کا جواب دیا جاچکا ہے۔آگے معترض نے امام بخاری رحمہ اللہ کی شخصیت پر اعتراض کرنے کی کوشش کی ہے اس کے جوابات ملاحظہ ہوں:

**اعتراض:**

اب ملاحظہ فرماویں محدثین کا بخاری شریف پر جرح،امام بخاری کے استاد امام ابوحاتم نے بخاری کے رد میں کتاب لکھی جس میں بتایا کہ ۷۷۰ راویوں کے بارے میں امام بخاری نے غلطی کھائی ہے(خطاء البخاری)

**جواب:**

یہ سراسر غلط بیانی ہے کہ امام ابوحاتم نے امام بخاری کے رد میں کوئی کتاب لکھی ہے۔حقیقت یہ ہے کہ امام ابوزرعہ نے امام بخاری کی رجال والی ایک کتاب پر از خود نظر ثانی کی اور انہیں جو باتیں غلط معلوم ہوئیں ان کی اصلاح کی۔بعد میں امام ابوزرعہ کی اسی کتاب کا جائزہ امام ابوحاتم نے بھی لیا اور کئی مقامات پر امام ابوحاتم نے امام بخاری کے علاوہ خود امام ابوزرعہ ہی کو غلط ٹھہرایا۔

دراصل امام ابوزرعہ کو امام بخاری کی رجال والی جو کتاب ملی اس میں موجود غلطیاں امام بخاری کی طرف سے نہیں تھیں بلکہ اس کتاب کی کتابت کرنے والے ناسخ کی طرف سے ہیں۔اس کی دلیل یہ ہے کہ امام بخاری کی اسی کتاب کے جو دوسرے نسخے ہیں ان میں اس طرح کی غلطیاں نہیں ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی 463) فرماتے ہیں:

**وَقَدْ جَمَعَ عَبْدُالرَّحْمٰنُ بن أَبِی حَاتِمٍ الرازی الأَوْهَامَ الَّتِیْ أَخَذَهَا أَبُو زُرْعَةَ عَلَى الْبُخَارِی فِی کتابٍ مُفْرَدٍ وَنَظَرْتُ فِیْهَ فَوَجَدْتُ کَثِیْراً مِنْهَا لَا تَلْزَمُهُ وَقَدْ حَکَى عنهُ فی ذٰلِکَ الکِتَابِ أشیاءٌ هی مُدَوَّنَةٌ فی تَارِیْخِهِ علی الصَّوابِ بِخِلَافِ الْحِکایَةِ عَنْهُ.**

عبدالرحمن ابن ابی حاتم الرازی نے (اپنے والد ابوحاتم سے سن کر) ان اوہام کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا ہے جنہیں ابوزرعہ نے امام بخاری پر تعاقب کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔اور میں نے اس کتاب کو دیکھا تو ان میں اکثر باتیں ایسی پائیں جن سے امام بخاری رحمہ اللہ بری ہیں،نیز اس کتاب میں امام بخاری کی طرف منسوب کرکے غلط طور پر ایسی باتیں لکھی گئی جو امام بخاری کی اپنی کتاب التاریخ میں اس کے برعکس صحیح طور پر درج ہیں۔(موضح أوهام الجمع والتفريق 9 /1)

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی اس وضاحت سے معلوم ہوا

کہ خطاء البخاری نامی کتاب میں اکثر جن غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے اس سے امام بخاری رحمہ اللہ بری ہیں۔ بلکہ امام بخاری کی متداول کتاب التاریخ میں وہ باتیں صحیح طور سے درج ہیں جنہیں مذکورہ کتاب خطاء البخاری میں غلط طور سے نقل کر کے پھر اس کی اصلاح کی گئی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوزرعہ نے امام بخاری کی کتاب کے جس نسخے کو سامنے رکھ کر نظر ثانی کی ہے وہ نسخہ غیر مستند ہے اس میں موجود غلطیوں کے ذمہ دار امام بخاری رحمہ اللہ نہیں بلکہ اس نسخہ کا ناسخ ہے۔

علامہ معلمی رحمہ اللہ جنہوں نے خطاء البخاری نامی کتاب کی تحقیق کی ہے وہ اس کتاب کے بارے میں کیا کہتے ہیں اس کا خلاصہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

1۔خطاء البخاری نامی کتاب میں جن ناموں کے بارے میں غلط بتا کر انہیں صحیح کیا گیا ہے وہ نام امام بخاری کی کتاب التاریخ میں بغیر کسی غلطی کے صحیح طور سے درج ہیں۔اور خطاء البخاری نامی کتاب کے آدھے حصہ کا یہی حال ہے۔جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ امام ابوزرعہ نے جس نسخہ کو سامنے رکھا تھا اس میں کاتب و ناسخ نے بڑی غلطیاں کی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ خود امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے کئی جگہ امام بخاری کا دفاع کرتے ہوئے امام ابوزرعہ کے تعاقب کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے اورا مام بخاری رحمہ اللہ اس سے بری ہے۔

2۔ خطاء البخاری نامی کتاب میں بعض ایسی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو التاریخ کے بعض نسخوں میں ویسے ہی غلط طور پر درج ہیں جبکہ بعض دوسرے نسخوں میں صحیح طور پر درج ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ یہ بھی نسخوں کے ناسخوں اور کاتبوں ہی کی غلطی ہے۔

3۔خطاء البخاری میں بعض ایسی غلطیوں کی اصلاح کی گئی ہے جو امام بخاری کی کتاب میں کسی ایک جگہ تو غلط طور پر درج ہیں لیکن کتاب کے اندر ہی دوسرے مقام پر وہ بات صحیح طور سے درج ہیں۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہاں بات غلط طور پر درج ہے وہ غلطی امام بخاری کی نہیں بلکہ ان سے اوپر کے کسی راوی کی ہے جس سے امام بخاری نے سند کے ساتھ وہ بات نقل کی ہے۔

اس طرح کے مقامات پر امام بخاری رحمہ اللہ کہیں کہیں خود وضاحت کر کے راجح بات بتادیتے ہیں اور کہیں توقف اختیار کرتے ہیں اور یہ کوئی غلطی نہیں ہے۔

4۔خطاء البخاری میں بہت ہی کم مقامات پر ایسا ہے کہ امام ابوزرعہ نے کوئی بات غلط طور سے نقل کر کے اس کی اصلاح کی اور امام بخاری کی کتاب میں بھی وہی غلطی اسی طرح موجود ہے۔

لیکن یہاں بھی کئی احتمالات ہیں اول یہ کہ ممکن ہے یہ بھی کاتبوں کی غلطی ہو۔دوم یہ کہ ممکن ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی سند سے اسی طرح نقل کیا ہو جس طرح سنا ہے۔سوم یہ کہ ہوسکتا ہے وہ غلطی غلطی ہو ہی نہ بلکہ صحیح وہی ہو جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے درج کیا ہے اور امام ابوزرعہ نے جو اسے غلط کہا تو خود امام بوزرعہ ہی کی بات غلط ہو چنانچہ امام ابوحاتم رحمہ اللہ نے کئی مقامات پر یہ وضاحت کر رکھی ہے کہ ابوزرعہ نے امام بخاری کی جو بات نقل کی ہے وہی صحیح ہے اور امام ابوزرعہ نے جو تصحیح کی

ہے وہ خود غلط ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے: خطاء البخاری کا مقدمہ ص د، ھ از علامہ عبدالرحمن المعلمی رحمہ اللہ)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ خطاء البخاری نامی کتاب میں امام بخاری کی جو غلطیاں بیان کی گئی ہے ان کی امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف نسبت ہی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کسی اور کی غلطی کو امام بخاری کی غلطی قرار دینا بہت بڑا ظلم ہے۔

**اعتراض:**

امام دارقطنیؒ نے بخاری شریف کے ۱۲۱۸ احادیث پر اعتراض کئے **(الالزامات والتتبع)**

**جواب:**

سب سے پہلے تو معترض کی یہ جسارت دیکھیں کہ اس نے امام دارقطنی کی طرف سے صحیحین کی منتقد احادیث کی تعداد ایک ہزار دوسو اٹھارہ بتلائی ہے جب کہ التتبع کے مطبوعہ نسخہ میں کل دوسو اٹھارہ احادیث کا حوالہ ہے۔ یعنی ایک ہزار احادیث کا اضافہ معترض کا خود ساختہ ہے۔

معترض نے دوسری غلط بیانی یہ کی کہ امام دارقطنی کی طرف سے منتقد تمام احادیث کو صحیح بخاری کی حدیث کہہ دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امام دارقطنی نے تتبع میں صحیح بخاری کے ساتھ ساتھ صحیح مسلم کی احادیث پر بھی نقد کیا ہے۔ اور اس مجموعہ میں تقریبا اسی (80) احادیث صحیح بخاری سے ہیں باقی صحیح مسلم کی احادیث ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ معترض نے امام دارقطنی کے نقد کی نوعیت کو بھی چھپالیا ہے۔ دراصل امام دارقطنی رحمہ اللہ نے تتبع میں مذکور احادیث کی صحت پر اعتراض نہیں کیا ہے بلکہ ان کی سندوں کے معیار پر نقد کیا ہے چونکہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حدیث کے صحیح ہونے کے لئے بہت اعلی معیار کی شرط رکھی ہے اور امام دارقطنی کی نظر میں بعض احادیث گرچہ صحیح تھیں مگر صحت کے اس معیار پر نہ تھیں اس لئے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان احادیث کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی۔

لیکن یہ جو کچھ ہے امام دارقطنی رحمہ اللہ کی اپنی تحقیق ہے ضروری نہیں ہے کہ امام داقطنی ہی کی بات صحیح ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ کی بات غلط ہے بلکہ معاملہ برعکس بھی ہوسکتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ہی کی بات صحیح ہے اور امام دارقطنی رحمہ اللہ سے نقد میں سہوا ہوا۔ اور حقیقت میں معاملہ یہی ہے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے جن احادیث پر نقد کیا ہے ان میں حق امام بخاری ہی کے ساتھ ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کی شرح کرتے ہوئے ان تمام احادیث کا ایک ایک کر کے دفاع کیا ہے جن پر امام درا قطنی رحمہ اللہ نے نقد کیا تھا اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان احادیث سے متعلق امام بخاری کا موقف ہی صحیح ہے۔

اس لئے معترض کا صرف امام دارقطنی کے نقد کرنے سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ غلطی امام بخاری ہی کی ہے یہ غلط ہے۔

**اعتراض:**

امام بخاری کے اساتذہ ابوحاتم؛ ابوزرعہ اور محمد بن یحیٰ نے ان سے روایت کرنا چھوڑ دی (کتاب الجرح والتعدیل ج ۷ ص ۱۹۱)

**جواب:**

ان اساتذہ نے امام بخاری کے ضعیف یا غیر حجت ہونے کی بنا پر ان سے روایت ترک نہیں کی تھی بلکہ بات یہ تھی کہ بعض لوگوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں یہ افواہ اڑادی تھی کہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن کو پڑھنے والے میرے الفاظ مخلوق ہیں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں:

سَمِعَ مِنْهُ أَبِی، وَأَبُو زُرْعَةَ، ثُمَّ تَرَكَا حَدِيْثَهٗ عِنْدَمَا كَتَبَ إِلَيْهما مُحَمَّد بْنُ يُحَيٰى النَّيْسَابُورِی أَنه أَظْهَرَ عِنْدَهُم أَنَّ لَفْظَهٗ بِالْقُرآنِ مَخْلُوْقٌ.

ان (امام بخاری) سے میرے والد اور ابوزرعہ نے سنا ہے پھر ان دونوں نے ان کی حدیث ترک کردی جب ان دونوں کے پاس محمد بن یحیی نے یہ لکھ کر بھیجا کہ امام بخاری نے ان کے علاقہ میں یہ کہا ہے کہ ان کے منہ سے نکلنے والے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں۔(**الجرح والتعديل لابن أبی حاتم، ت المعلمی**:191 /7)

لیکن سچائی یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا ایسا کوئی موقف تھا ہی نہیں بلکہ کسی نے جھوٹ بول کر ان کے تعلق سے یہ افواہ اڑادی تھی بعد میں جب امام بخاری رحمہ اللہ کو پتہ چلا کہ ان کے تعلق سے ایسی بات پھیلا گئی گئی تھی تو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا:

من قال عنی إنی قلت لفظی بالقرآن مخلوق فقد كذب .

جوشخص میرے بارے میں کہے کہ میں نے کہا ہے کہ قرآن کو پڑھنے والے میرے الفاظ مخلوق ہیں اس نے جھوٹ بولا (تہذیب التہذیب لابن حجر، ت الہند:54 /9)

معلوم ہوا کہ جس بات کی وجہ سے بعض محدثین نے امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت ترک کی امام بخاری رحمہ اللہ اس سے بری تھے۔اس لئے اس معاملہ سے امام بخاری رحمہ اللہ کی ذات پر کوئی عیب نہیں لگتا۔

واضح رہے کہ ایک بے بنیاد بات سے دھوکہ کھا کر گنتی کے دو تین محدثین نے امام بخاری رحمہ اللہ سے روایت ترک کردی تو احناف اسے بڑے مزے لے کر بیان کرتے ہیں لیکن انہیں کون بتائے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف لفظی بالقرآن نہیں بلکہ اصلا قرآن ہی کو مخلوق ماننے کا فتوی منسوب ہے۔اور اس کی وجہ سے بعض محدثین نے انہیں کفریہ عقیدہ والا تک کہہ ڈالا ہے اس بارے میں احناف کیا صفائی دیں گے۔

اور ان کے حفظ پر تو متعدد لوگوں نے کلام کیا ہے اور اسی بنیاد پر انہیں ترک بھی کردیا ہے۔

**اعتراض:**

امام مسلم کو امام بخاری کے محدث ہونے میں تردد تھا؛ اپنی صحیح مسلم میں امام بخاری سے کوئی روایت نہیں لی۔(مسلم شریف)

**جواب:**

یہ سراسر جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں قطعا ایسا نہیں کہا ہے۔

اور مقدمہ صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ نے معاصرت کی بحث میں جن لوگوں پر رد کیا ہے وہاں کسی کا نام نہیں لیا ہے۔بلکہ وہاں ایک ایسے موقف کا رد کیا ہے جو صرف امام بخاری ہی کا نہیں

بلکہ اور بھی بہت سے جلیل القدر محدثین کا تھا مثلاً امام علی ابن المدینی وغیرہ۔ تو کیا یہ کہہ دیا جائے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کو علی بن المدینی رحمہ اللہ کے محدث ہونے پر بھی شک تھا؟

ممکن ہے کچھ نااہل لوگ اسی موقف کو بہت اصرار اور زور وشور سے پیش کررہے ہوں اور امام مسلم رحمہ اللہ کا روئے سخن انہیں نااہلوں کی طرف ہو نہ کہ امام بخاری وعلی ابن المدینی کی طرف۔

اور یہ بات معروف ہے کہ اہل علم جب کبار علماء سے اختلاف کرتے ہیں تو اس کا اسلوب الگ ہوتا ہے اور جب نااہلوں پر رد کرتے ہیں تو وہاں اسلوب الگ ہوتا ہے گرچہ نااہلوں کی موافقت میں بعض اہل علم کا قول بھی موجود ہو۔

علاوہ بریں بعض محققین کا خیال ہے کہ معاصرت والی بحث میں جس شرط کو امام مسلم نے رد کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ اس کے قائل ہی نہ تھے بلکہ انہوں نے صحیح بخاری میں کمال صحت کے لئے یہ شرط لگا رکھی تھی نہ کہ نفس صحت کے لئے۔ ایسی صورت میں امام بخاری رحمہ اللہ کا موقف امام مسلم کے خلاف ہی نہیں تو وہ امام مسلم کے رد کی زد میں کیونکر آسکتے ہیں؟

بہرحال امام مسلم رحمہ اللہ نے مقدمہ میں کسی بھی محدث کا نام لے کر رد نہیں کیا ہے اس لئے یہاں پر زبردستی امام بخاری رحمہ اللہ کو مراد لینا رجما بالغیب کے علاوہ کچھ نہیں۔

دوسری طرف امام مسلم رحمہ اللہ کے کئی ایسے صریح اقوال ہیں جن میں امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کی عظمت ومنقبت بیان کی ہے اور انہیں نہ صرف محدث بلکہ سید المحدثین تسلیم کیا ہے چنانچہ ایک موقع پر امام مسلم رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ سے کہا:

يا أستاذ الأستاذين وسيد المحدثين وطبيب الحديث في علله.

اے استاذ الاساتذہ، سید المحدثین اور علل حدیث کے طبیب (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: ص:174 واسنادہ صحیح)

ملاحظہ فرمائیں امام مسلم رحمہ اللہ تو اپنے استاذ امام بخاری رحمہ اللہ کو نہ صرف محدث بلکہ سید المحدثین کہہ رہے ہیں اور احناف یہ دعوی کررہے ہیں کہ امام مسلم کو بخاری کے محدث ہونے میں تردد تھا۔ استغفر اللہ۔

اس طرح کی مجمل اور غیر متعلق باتوں کو بنیاد بنا کر فیصلہ کیا جانے لگے تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ بعض محدثین کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسلمان ہونے میں تردد تھا چنانچہ امام ابن الجارود رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَبُو حَنِيْفَةَ جُلُّ حَدِيْثِهِ وُهْمٌ وَقَدْ اُخْتلِفَ فِي إِسْلَامِهِ.

ابوحنیفہ کی اکثر حدیث مبنی بر وہم ہے اور اس کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے۔ (**الانتقاء لابن عبد البر: ص: 150 نقلا عن الضعفاء لابن الجارود**)

ہم اس طرح کی بات ہرگز نہیں کہتے لیکن ہم نے یہ بتانے کے لئے اسے نقل کیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے خلاف زبان درازی کرنے سے پہلے احناف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں سوچ لیں کہ ان کے بارے میں لوگوں نے ہر بات نقل کرنی شروع کردی تو کیسا ماحول پیدا ہوگا۔

رہا معترض کا یہ کہنا کہ امام مسلم نے صحیح مسلم میں امام بخاری سے کوئی روایت درج نہیں کی ہے تو یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث نمبر 1557 سے متعلق بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنے استاذ امام بخاری رحمہ اللہ سے سن کر روایت کیا ہے دیکھئے: (شرح النووی علی مسلم 219 /10، غرر الفوائد ص153، النکت الطراف 2/416)۔

رہی یہ بات کہ امام مسلم نے صحیح مسلم میں اپنے استاذ امام مسلم سے بکثرت احادیث کیوں روایت نہیں کی ہے تو اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

1۔امام مسلم رحمہ اللہ امام بخاری کی شاگردی میں جانے سے پہلے ہی اپنی کتاب صحیح مسلم کی تالیف تقریبا مکمل کر چکے تھے۔

2۔امام مسلم نے امام بخاری سے جو احادیث سنی تھیں انہیں احادیث کو امام مسلم رحمہ اللہ نے خود امام بخاری کے اساتذہ سے بھی سن رکھا تھا۔یعنی ان کے پاس عالی سند کے ساتھ یہ احادیث تھیں اس لئے ظاہر ہے کہ وہ عالی سند چھوڑ کر نازل سند سے کیوں روایت کریں گے۔بالخصوص جب کہ ان کی کتاب صحیح مسلم میں صحت کا معیار بلند ہے اور ثقہ رواۃ سے سند جس قدر عالی ہوتی ہے اتنی ہی صحت کے بلند معیار پر ہوتی ہے۔

یہ ہے اصل حقیقت جس کے سبب امام مسلم نے صحیح مسلم میں اپنے استاذ امام بخاری سے زیادہ روایات نہیں لیں اور اس سے یہ قطعا نہیں ثابت ہوتا کہ امام مسلم کو امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں کسی بھی طرح کا تردد تھا۔

دوسری طرف احناف اپنے امام ابوحنیفہ کو دیکھ لیں ان کی سند والی کوئی حدیث نہ امام مسلم نے لی ہے نہ امام بخاری نے بلکہ صحیح احادیث کا مجموعہ مدون کرنے والے دنیا کے کسی بھی محدث نے امام ابوحنیفہ کی سند والی کوئی حدیث نہیں لی ہے۔اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ امام ابوحنیفہ حدیث میں ضعیف وغیر معتبر تھے جیسا کہ متعدد محدثین نے صراحت کی ہے بلکہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے تو شہادت دی ہے کہ:

**فَلَمْ يَبْقَ مُعْتَبَرٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ إِلَّا تَكَلَّمَ فِيهِ.**

یعنی معتبر ائمہ میں سے کوئی بھی ایسا امام نہیں ہے جس نے ابوحنیفہ پر کلام نہ کیا ہو (المنتظم لابن الجوزی: 143 /8)

افسوس ہے کہ جن کے امام متبوع کی حالت اس قدر قابل رحم ہو وہ نہ جانے کس منہ سے امام بخاری رحمہ اللہ پر نکتہ چینی کرتے ہیں ۔یہ حضرات کم ازکم حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تقریب التھذیب ہی اٹھا کر دیکھ لیں اس میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو جبل الحفظ اور امام الدنیا فی فقہ الحدیث قرار دیا ہے ۔دیکھیں: (تقریب التھذیب لابن حجر: رقم 5727)

یہاں پر ہمارا یہ مضمون ختم ہوتا ہے جس میں ہم نے امام بخاری رحمہ اللہ اور صحیح بخاری پر گئے بعض اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو حق بات کہنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق دے آمین۔

(ختم شدہ)

گوشۂ خواتین

# حج کرنے میں فتنہ نہیں تو مسجد میں کیوں؟

## -اہل انصاف سے ایک سنجیدہ سوال-

ابوابراہیم کمال الدین سنابلی (داعی صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی)

سعودی کے محکمہ شماریات کے سربراہ فہد بن سلیمان التخیفی کے مطابق اس سال تقریباً 1862909 حجاج کرام نے حج کیا، جن میں خواتین کی تعداد تقریباً 780681 تھی۔

فریضۂ حج وعمرہ کی ادائیگی میں خواتین کی اتنی بڑی تعداد اس بات کا بین ثبوت ہے کہ عورتیں اللہ کی عبادت وریاضت، جنت کے حصول کی آرزو اور اس کو پانے کی کوشش میں مردوں سے کسی بھی طرح پیچھے نہیں ہیں۔اسی وجہ سے اسلام نے عورت کی اس راہ میں کسی مقام پر حوصلہ شکنی نہیں کی۔ اسے حق دیا نماز پڑھنے کا، اسے حق دیا حج وعمرہ کرنے کا، اسے حق دیا روزہ رکھنے کا، اسے حق دیا صدقات وخیرات کرنے کا، اسے حق دیا مسجدوں میں جانے کا، لیکن بھلا ہو اپنے اپنے مسلک کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ان علماء کا جو شریعت کی طرف سے عورت کو دیے گئے حقوق میں سے چند کو بوجوہ کوتاہ نظری ومسلک پرستی عورت سے چھیننا چاہتے ہیں۔

### قصہ ہے مسجد میں جا کر عورتوں کے نماز ادا کرنے کا!

ہمارے بعض بھائیوں کو مسجد میں عورتوں کا جانا فتنہ لگتا ہے، ہم نے کہا کیوں جناب! فتنہ کیوں؟ بولے! اس لئے کہ مسجد میں مرد حضرات نماز پڑھنے کے لئے آتے ہیں، لہٰذا وہاں عورت کا وجود فتنے کا سبب بنے گا۔ارے بھائی! ہم نے کب کہا کہ عورت مسجد میں جا کر مردوں کی صف میں داخل ہو جائے اور مردوں سے کندھے سے کندھا اور قدم سے قدم ملا کر کھڑی ہو کہ آپ کو خوامخواہ فتنہ نظر آنے لگا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آپ مسجدوں میں عورتوں کے لئے پردے کا اس طرح کا بندوبست کیجئے کہ مردوں کو ان کی آہٹ تک محسوس نہ ہو، مگر نہیں، حضرت کی ایک ہی رٹی رٹائی رٹ، ''فتنہ ہے، فتنہ ہے، اور بس فتنہ ہے''۔

### پھر یہ فتنہ حج پہ جانے کیلئے کیوں نہیں؟

اہل انصاف کی عدالت میں ہمارا ایک سنجیدہ سوال یہ ہے کہ عورت کی موجودگی میں جب مسجد میں آپ کو فتنہ نظر آتا ہے، عیدگاہ میں فتنہ نظر آتا ہے تو آخر حج وعمرہ میں اس صنف نازک کا وجود آپ کو فتنہ کیوں نہیں لگتا؟ حج وعمرہ کرنے ہماری خواتین بھی جاتی ہیں، آپ کی خواتین بھی جاتی ہیں، اور بھاری تعداد میں جاتی ہیں لیکن اس کے خلاف کہیں سے کوئی ہیجان نہیں اٹھتا، کہیں سے فتوؤں کے گولے نہیں داغے جاتے، کسی قلب سلیم کے سقیم ہونے کا اندیشہ ظاہر نہیں کیا جاتا۔

### مفتی نوری کا بیان اور اس کا جواب:

اس بار یوپی کے قصبہ گنور کی اہل حدیث عیدگاہ میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کیلئے عیدگاہ میں خواتین کا بھی انتظام کیا گیا تھا، جس کی وجہ سے قصبہ میڈیا میں بحث کا موضوع بن گیا، ۱۴ ستمبر کے امراجالا، دینک جاگرن اور ہندوستان جیسے کئی اخباروں میں اس نیوز کو خوب کوریج ملا، ضلع سنبھل کے ایک حنفی عالم مفتی عالم رضا خاں نوری نے اس پر خوب واویلا مچایا، مخالفین

سنت اس علاقے میں ایک سنت کے زندہ ہونے پر تلملا اٹھے، پیش ہے ایک اخبار میں چھپا مفتی عالم نوری کا بیان اور اس کا جواب:

رپورٹر لکھتا ہے: ''عیدگاہ میں عورتوں کے نماز پڑھنے کی مفتی عالم رضا خاں نوری نے مخالفت کی ہے''۔

ہم کہتے ہیں کہ آخر آپ کو یہ حق کس نے دیا کہ آپ عورتوں کو عید کی خوشیوں میں شریک ہونے سے محروم کر دیں، عورتیں بھی انسان ہیں، جس طرح مردوں کو نیکیاں کمانے کا حق حاصل ہے اسی طرح عورتیں بھی نیکیاں کمانے کی حقدار ہیں، جب عورتیں مردوں کے ساتھ حج کر سکتی ہیں اور اس کے لئے انڈیا سے مکہ مکرمہ تک کا سفر کر سکتی ہیں تو اپنی بستی کی عیدگاہ تک کیوں نہیں جا سکتیں؟ آپ ''فتنہ فتنہ'' کی رَٹ لگاتے ہیں، شریعت کے کسی حکم پر عمل کرنے سے روکنے کے لئے اگر شیطان آپ کے ذہن میں فتنہ کا وسوسہ ڈال دے تو اس میں شریعت کا کوئی قصور نہیں، شریعت کے کسی حکم کو مسلمانوں کا ایک طبقہ اگر ایک لمبی مدت تک چھوڑے رہے اور پھر حالات سازگار ہوتے ہی محبانِ قرآن وحدیث نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے اس حکم پر عمل کرنے کی راہ ہموار کر دیں تو آپ لوگ اپنی خواتین کو روکنے کے لئے اسے فتنہ قرار دے دیتے ہو اور عوام کو یہ باور کرواتے ہو کہ دیکھو یہ نیا کام ہے، اب تک ہمارے باپ دادا بھی اس سے نا آشنا تھے، جبکہ شریعت کے کسی حکم سے اگر عوام نا آشنا رہے اور اس بے علمی میں ایک لمبے عرصے تک اس پر عمل نہ کرے تو اس میں شریعت کا کوئی قصور نہیں، فتنے کو ختم کیجئے سنت کو نہیں۔

نوری صاحب کہتے ہیں: ''کچھ لوگ اسلام کو بدنام اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں''۔

بیشک صحیح فرمایا آپ نے حضرت! کچھ لوگوں نے خلافِ قرآن وسنت اپنے مسلک کی ترتیب دے کر اسلام کو بدنام اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے، شرک وبدعت، ماہِ محرم میں ڈھول تاشہ، ماتم وسینہ کوبی، ماہِ رجب میں کونڈے، قبروں پر چڑھاوے، قبروں کا طواف، قبروں پر سجدے اور اس طرح کی بیشمار خرافات کہ جن کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، ایجاد کر کے کچھ اعلیٰ حضرتوں اور اعلیٰ حضرتوں کے نورانی مریدوں نے اسلام کو بدنام اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

نوری صاحب کہتے ہیں: ''حضرت فاطمہ نے کبھی عیدگاہ میں جا کر نماز نہیں پڑھی''۔

ہم کہتے ہیں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کبھی عیدگاہ میں نماز نہیں پڑھی؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہمارا احسنِ ظن تو یہ ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتیں، حضرت فاطمہ کے تعلق سے آپ نے اپنے جملے کو معمولی سمجھ لیا لیکن درحقیقت آپ کی طرف سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ وہ ساری زندگی اپنے والد رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک تاکیدی حکم کی نافرمانی کرتی رہیں، اپنے اس بہتان کو ثابت کرنا آپ پر لازم ہے۔

کیا حدیث میں خواتین کو عیدگاہ جانے کا اللہ کے رسول کا حکم عام نہیں ہے؟ بیشک ہمارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال لائق اتباع ہیں، دل سے نورانی عقیدت کے جمود کو کھرچ کر نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت وعظمت سینے میں بسا کر کبھی اس حدیث کو پڑھنا:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيْدَيْنِ وَ ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَ

يَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلاَّهُنَّ قَالَتْ اِمْرَاةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا''۔(بخاری:۳۵۱)

''ہمیں عیدین میں جوان اور حائضہ عورتوں کو عیدگاہ لے جانے کا حکم دیا گیا، وہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کی دعا میں شریک ہوں گی اور حائضہ عورتیں مصلیٰ (نماز کی جگہ) سے الگ رہیں گی''۔

ایک عورت نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہوتو؟ آپ نے فرمایا: چاہیے کہ اسے اس کی کوئی ساتھی اپنی زائد چادر دے دے۔(بخاری حدیث نمبر: ۳۵۱)۔

نورانی حضرت آگے فرماتے ہیں: ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی میں عورتیں مسجد اور عیدگاہ میں آیا کرتی تھیں...''

سچ فرمایا! حق وہی جس کا دشمن بھی اقرار کرے، حسن وہی جس کا سوکن (سوتن) بھی اعتراف کرے، جزاک اللہ خیرا اعترافِ حق کیلئے ، کاش کہ آپ اس حق بیانی پر ہی اپنا قلم توڑ دیتے...لیکن...لیکن آگے آپ ظلمتوں سے پُرنورانی تفقہ کے ساتھ بڑی جسارت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''لیکن نماز پڑھنے نہیں بلکہ خطبہ سننے کیلئے''۔

اس مقام پر تو مفتی صاحب نے کمال کا مذاق کیا ہے، یعنی ان کے مطابق صحابیات خطبہ سن کر واپس گھروں کو آجاتی تھیں بنا نماز پڑھے، وہ بھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی امامت میں ہونے والی نماز۔

تو بولتا ہے میرے یار اچھا بھی لگتا ہے
مگر میرے یار تو سوچتا کم ہے

ہم پوچھتے ہیں آپ کو کیسے پتہ چلا کہ عورتیں مسجد میں صرف خطبہ سنتی تھیں نماز نہیں پڑھتی تھیں؟ پھر کیا آپ حضرات کی عورتیں صرف خطبہ سننے کیلئے بھی مسجد جاتی ہیں؟ یہ بھی وضاحت فرمائیں کہ ائمہ اربعہ میں سے یہ کس کا موقف ہے کہ عورتیں عیدگاہ اور مسجد میں صرف خطبہ سننے کیلئے جائیں یا پھر یہ آپ ہی کی نئی نویلی فقاہت ہے؟؟؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

لیجئے حدیث پڑھیے!

اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ''.

''اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو''(بخاری حدیث نمبر ۹۰۰، مسلم حدیث:۴۴۲)

غور کیجئے! حدیث کے الفاظ عام ہیں، جمعہ کے ساتھ خاص نہیں، یعنی کسی بھی نماز میں عورتیں مسجد جانا چاہیں تو انھیں مت روکو، سوال یہ ہے کہ دوسری نمازوں میں عورتیں کونسا خطبہ سننے کیلئے جاتی تھیں؟ اور بھی احادیث ہیں جن میں دوسری نمازوں کی وضاحت ہے، لہٰذا جمعہ میں بھی عورتیں صرف خطبے کیلئے نہیں جاتی تھیں بلکہ نماز بھی پڑھتی تھیں۔ ایک حدیث کے یہ الفاظ ہیں:

''خَيرُ صُفُوفِ النّساءِ آخِرُهَا وَشَرّهُا أَوَّلُها''.

''عورتوں کی بہترین صف آخری صف اور بدترین صف پہلی صف ہے''۔(مسلم حدیث نمبر:۴۴۰)

سوال یہ ہے کہ اگر عورتیں نماز نہیں پڑھتی تھیں تو صف بندی کا کیا مطلب؟ صف بندی نماز پڑھنے کیلئے کی جاتی ہے خطبہ سننے کیلئے نہیں۔

وما علينا الا البلاغ.

احکام ومسائل

# ماہ محرم اور اس کے روزوں کی فضیلت

حافظ اکبر علی سلفی

**الحمدلله رب العالمين ، والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين، نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين، امابعد:**

ماہ محرم اسلامی سال کا ، جسے قمری یا ہجری سال بھی کہا جاتا ہے، سب سے پہلا مہینہ ہے، قمری مہینوں کے نام زمانۂ جاہلیت سے ہی چلے آرہے ہیں سوائے محرم کے پہلے اس کا نام ''صفر اول'' تھا جسے تبدیل کرکے ''محرم'' رکھا گیا۔

**وجۂ تسمیہ:**

علامہ ابن منظور رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''عربوں نے اس کا نام محرم اس لئے رکھا کیونکہ وہ لڑائی جھگڑے کو اس میں ناجائز تصور کرتے تھے''۔(لسان العرب: ۱۲/ ۱۲۱۲، مادۃ : ح،ر،م) جبکہ امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اس مہینے کی حرمت میں تاکید پیدا کرنے کے لئے اس کا نام محرم رکھا گیا ہے کیونکہ عرب اس ماہ کے ساتھ کھیل کود کرتے تھے، پس اسے کسی سال حلال قرار دے لیتے تھے تو کسی سال حرمت والا قرار دے لیتے تھے''۔(تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۳۸۵)

**ماہ محرم کی فضیلت:**

(۱) یہ حرمت والے مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**(إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ)**(التوبة:۳۶)

''بلاشبہ مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک کتاب اللہ میں بارہ ہے، اسی دن سے جب سے آسمان وزمین کو اس نے پیدا کیا، ان میں سے چار (مہینے) حرمت والے ہیں''۔

ان چار حرمت والے مہینوں کی وضاحت کرتے ہوئے رسول اللہ نے فرمایا:

**''ذوالقعدة و ذوالحجة والمحرم ورجب مضر الذى بين جمادى وشعبان''**.(صحيح بخارى:۳۱۹۷، صحيح مسلم:۱۶۷۹)

''سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار حرمت والے ہیں، تین مسلسل ہیں: (۱)ذوالقعدہ (۲) ذوالحجہ (۳)محرم اور (۴) رجب مضر ہے جو جمادی **(الأخرى)** اور شعبان کے درمیان ہے۔

(۲) یہ قمری یا ہجری سال کا سب سے پہلا مہینہ ہے:

اسلامی مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ ''محرم'' ہے، دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ اسلامی سال نو کا آغاز ''ماہ محرم''

سے ہوتا ہے جیسے عیسوی سال کا آغاز جنوری سے ہوتا ہے۔

(۳) یہ اللہ کا مہینہ ہے۔

(۴) یہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزوں والا مہینہ ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**افضل الصيام بعد رمضان، شهر الله المحرم**" (صحیح مسلم:۱۱۶۳)

"رمضان کے بعد سب سے افضل روزے، ماہ محرم کے روزے ہیں جو کہ اللہ کا مہینہ ہے"۔

واضح رہے کہ ویسے تو سارے مہینے اللہ کے ہیں لیکن جب کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے تو اس سے اس چیز کی تعظیم مقصود ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان: (نَاقَةَ اللهِ وَسُقْيٰهَا) (الشمس:۱۳) (دیکھئے: شرح السنة للإمام لغوی: ۶/۳۴۱)

(۵) یہ وہ مہینہ ہے جس کی ۱۰/تاریخ کی ایک تاریخی حیثیت ہے اور اس کے روزے کی بڑی فضیلت ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں، آپ نے ان سے پوچھا: تم اس دن کا روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ ایک عظیم دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس دن کا روزہ شکرانے کے طور پر رکھا، اس لئے ہم بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، اس پر آپ نے فرمایا: "**فنحن أحق وأولى بموسى منكم**" "تب تو ہم زیادہ حق رکھتے ہیں تمہاری بنسبت ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں"۔

پھر آپ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی رکھنے کا حکم دیا۔ (صحیح مسلم:۱۱۳۰)

اور یوم عاشوراء دس محرم کو کہتے ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے، وہ فرماتے ہیں: "**أمر رسول الله ﷺ بصوم عاشوراء يوم العاشر**" (سنن الترمذی:۷۵۵/وصححه الألبانی رحمه الله) "رسول اللہ ﷺ نے دس محرم کو عاشوراء کا روزہ رکھنے کا حکم دیا"۔

اور اس کے روزے کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**وصيام يوم عاشوراء احتسب على الله ان يكفر السنة التي قبله**" (صحیح مسلم:۱۱۶۲) "یوم عاشوراء کے روزے کے متعلق، مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ گزشتہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا"۔

(۶) یہ ان مہینوں میں سے ہے، جن میں اللہ تعالیٰ نے بالخصوص اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

(فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ) (التوبة:۳۶)

"ان (حرمت والے) مہینوں میں تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو"۔

ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ان مہینوں میں نافرمانی کرنے کا گناہ بنسبت دوسرے مہینوں کے زیادہ ہوجاتا ہے جیسا کہ امام طبری رحمہ اللہ اپنی سند سے امام قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے

ہیں کہ وہ (فَلَا تَظْلِمُوْا فِیْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ ) کی بابت فرماتے ہیں کہ ’’حرمت والے مہینوں میں ظلم کا گناہ اور بوجھ دوسرے مہینوں کی بنسبت زیادہ عظیم ہوجاتا ہے اور ظلم کا گناہ گرچہ ہر وقت بڑا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنی شریعت میں سے جس چیز کو چاہے عظمت بخش دے....‘‘(تفسیر الطبری: ۱۰/۱۴۵)

### ماہ محرم کے روزوں کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ رمضان المبارک کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:’’**افضل الصیام بعد شهر رمضان، صيام شهرالله المحرم**‘‘(صحیح مسلم:۱۱۶۳)

’’رمضان المبارک کے بعد سب سے افضل روزے، ماہ محرم کے روزے ہیں جو کہ اللہ کا مہینہ ہے‘‘۔

معلوم ہوا کہ ماہ محرم کے روزے نہایت فضیلت والے ہیں لیکن افسوس صد افسوس! آج مسلمانوں کا ایک گروہ اس بابرکت ماہ میں بکثرت روزے رکھنے اور دیگر عبادات کو عملی جامہ پہنانے کے بجائے غیروں کی ایجاد کردہ بدعت میں ملوث رہتا ہے اور اپنے ان اعمال کو مستحسن اور افضل عمل سمجھ کر بجا لاتا ہے حالانکہ دین سے اس کا ذرہ برابر بھی تعلق نہیں ہے۔

اللہ ہم سب کو ان برے اعمال اور خرافات سے بچائے اور ماہ محرم میں زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرنے اور معصیت سے کوسو دور رہنے کی توفیق بخشے اور بطورِ خاص اس ماہ میں بکثرت روزے رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

☆☆☆

(بقیہ آئینۂ جمعیت وجماعت)

## جماعتی خبریں

### دوسرا یکروزہ دورہ علمیہ اختتام پذیر:

مورخہ 25 ستمبر سنہ 2015 بروز اتوار مطابق 22 ذی الحجہ سنہ 1437ھ کو ضلعی جمعیت اہل حدیث رتنا گیری کی زیر سرپرستی، مرکز الدعوۃ الاسلامیہ والخیریہ کے زیر اہتمام ،بتعاون:’’روشنی گروپ کوکن‘‘ بیت السلام کمپلیکس کھیڈ میں ایک روزہ دورہ علمیہ "شرح اصول الثلاثۃ" کے موضوع پر منعقد ہوا، جس میں سو سے زائد(100) جمعیت و جماعت سے جڑے ہوئے نوجوان وذمہ داران نے شرکت کی، بزم کا آغاز طہٰ یسین دلوی کی تلاوت سے ہوا، بعدہ صدر محترم فضیلۃ الشیخ عبدالواحد انور یوسفی حفظہ اللہ نے فضیلۃ الشیخ کلیم بن مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ کا مختصر تعارف پیش کیا اور بتلایا کہ شیخ کا تعلق مشہور علمی خانوادے سے ہے، آپ شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کے شاگرد اور تربیت یافتہ ہیں، اور مشہور داعی ومبلغ شیخ مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ کے فرزند رشید ہیں۔

یہ محاضرہ تین نشستوں پر مشتمل تھا۔ پہلی نشست: صبح دس بجے تا نماز ظہر، دوسری نشست: دوپہر 2:45 تا نماز عصر اور تیسری نشست: بعد نماز عصر تا شام 6 بجے چلی۔

شیخ محترم نے "الاصول الثلاثۃ" کے موضوع پر نہایت ہی آسان اور عام فہم زبان میں مدلل ومفصل محاضرہ پیش کیا آپ نے اللہ کی معرفت، دین کی معرفت اور رسول کی معرفت ہر ایک کے حوالے سے آپ نے تفصیلی بحث کی اور بتلایا کہ یہی علم کی اساس اور بنیاد ہیں اور ہر مسلمان پر ان چیزوں کا جاننا ضروری ہے، ہم دنیاوی علم میں تو بہت آگے ہیں لیکن دین اسلام کی ان اہم بنیادی باتوں سے ناواقف ہیں، یاد رکھیں یہی حقیقی علم ہے اور اسی میں دنیا وآخرت کی نجات ہے۔

مسائل شرعیہ

# فقہ وفتاویٰ

عبدالحکیم عبدالمعبود المدنی

**سوال:** والدین کے حکم سے بیوی کو طلاق دینا شرعاً کیسا ہے؟ اور اگر والدین جبر کریں تو ایسی صورت میں کیا انکی اطاعت کرنا اور ان کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا جائز ہے؟ کتاب وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

**جواب:** والدین کا اپنے کسی بیٹے کی بیوی کے طلاق دینے کے سلسلے میں حکم دینا دو حالتوں سے خالی نہیں:

(۱) والد یا والدین کسی ایسے شرعی سبب کو بیان کریں جس کی وجہ سے طلاق دی جاسکتی ہے جیسے کہ عورت میں کوئی اخلاقی برائی یا کمی ہو مشتبہ جگہوں پر جاتی ہو۔ چنانچہ ایسی صورت میں بیٹے کیلئے ضروری ہے کہ وہ باپ کی اطاعت کرے کیونکہ باپ نے ایسے ہی خواہش نفس کی بنیاد پر طلاق دینے کا حکم نہیں دیا ہے بلکہ اپنے بیٹے کی بستر اور عزت وآبرو کی حفاظت کیلئے شرعی سبب کی وجہ سے ایسا حکم دیا ہے۔

(۲) دوسری حالت یہ ہے کہ باپ بیٹے سے طلاق دینے کیلئے اس وجہ سے کہے کیونکہ بیٹا اپنی بیوی سے محبت زیادہ رکھتا ہے چنانچہ اس کی وجہ سے باپ کو غیرت آتی ہے اور مائیں اس سلسلے میں زیادہ غیرت کا مظاہرہ کرتی ہیں بلکہ بسا اوقات بعض مائیں اگر بیوی سے اپنے بیٹے کی زیادہ محبت ملاحظہ کرتی ہیں تو سوکنوں جیسا سلوک کرنے لگتی ہیں اس لئے ایسی صورت میں بیٹے کیلئے لازم نہیں کہ وہ باپ کے کہنے پر بیوی کو طلاق دے لیکن بیٹے کو چاہئے کہ ماں باپ کو نرمی سے سمجھائے اور انھیں بہترین گفتگو اور ان کی خدمتوں سے راضی کرے امام احمد بن حنبلؒ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا کہ ایک آدمی کو باپ اس کی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دے رہا ہے، امام احمدؒ نے جواب دیا کہ اسے طلاق مت دو چنانچہ اعتراض کیا گیا کہ جب عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حکم دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کی تعمیل کردینے کا فرمان جاری کیا؟ امام احمدؒ نے فرمایا کہ: ''وهل أبوك مثل عمر أو كلمة نحوها'' کیا تمہارا باپ بھی عمرؓ کی طرح ہے یا اسی طرح کے الفاظ کہے۔ چنانچہ اگر کوئی باپ یہ اعتراض کرے تو بیٹے کو بھی چاہئے کہ ایسے ہی جواب دے جیسے کہ امام احمدؒ نے دیا۔ (مجموعة اسئلة تهم الأمة المسلمة الشيخ عثيمين ۵۲)

شیخ الحدیث مبارکپوریؒ نے اسی طرح کے ایک سوال کا تفصیلی جواب دیا ہے جو درج ذیل ہے:

والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینی نہ مطلقاً واجب ہے اور نہ ہر حال میں غیر واجب یہ معاملہ نازک اور محتاج تفصیل ہے، والدین بہو میں کسی شرعی عیب دینی مفسدہ یا اخلاقی خرابی کے سبب جس کے دور ہونے کی امید نہ ہو طلاق دینے کو کہیں یا کسی دنیاوی امر کی وجہ سے جس میں حق بجانب والدین ہوں طلاق کا حکم دیں تو ان دونوں صورتوں میں بیوی کو طلاق دینی ضروری ہے یہی محمل ہے حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کا قال، كانت تحتي امرأة وأُحِبُّهَا وكان أبي يكرهها فأمرني ان اطلقها، اخرجه الترمذى و ابوداؤد والنسائى وابن ماجة. اس کے بعد شیخ الحدیث نے اس حدیث کے سلسلے میں علماء کی تشریحات ذکر کی ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ یہی محمل ہے حضرت ابودرداءؓ کی حدیث کا

کہ ایک آدمی کی ماں نے اسے بیوی کو طلاق دینے کیلئے کہا تو حضرت ابودرداء نے اسے جواب دیا کہ رسول گرامی کی حدیث ہے:''الوالد اوسط ابواب الجنةِ فان شِئْتَ فحافظ علی الباب اوضیع''(ترمذی رقم ۱۹۰/ابن ماجۃ:۲۰۸۹)اور یہی محمل ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا جس میں مذکور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بہو سے کہا تھا کہ''قولی له یغیر عتبة بابه''.اور یہی محمل ہے آیت کریمہ (وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا) کا اگر امر وجوب پر محمول کیا جائے اور اگر والدین کسی ایسی دنیاوی وجہ سے طلاق دینے کو کہیں جس میں حق بجانب بہو ہو اور والدین ظلم کررہے ہوں تو ایسی صورت میں طلاق دینی ضروری نہیں اگر وہ ان کی رضاجوئی کیلئے طلاق دے دے تو جائز ہے اور پھر امام احمدؒ کا وہ قول ذکر کیا ہے جو ابھی گذرا ہے کہ ''وهل أبوک مثل عمر أو کلمة نحوها''(فتاوی شیخ الحدیث مبارکپوری:۲/۲۷۲-۲۷۳).

**سوال :** تقسیم میراث اور جائداد کے بٹوارے کے سلسلے میں اسلام نے کیا احکامات دیے ہیں شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

**جواب :** وراثت ایک مستقل اسلامی قانون ہے جو کتاب وسنت سے ثابت ہے مسلمانوں کا ایک دوسرے کا وارث ہونا اور ان کی جائداد کا دوسروں تک منتقل ہونا ایک شرعی فریضہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ : (لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا) (النساء:۷) جو مال ماں باپ اور رشتے دار چھوڑیں تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی یہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے حصے ہیں، اس آیت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی نظام وراثت قانون الٰہی ہے جو کہ عدل اور رحمت پر مبنی ہے۔ دوسری آیت میں کہا گیا ہے کہ: (يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ) (النساء:۱۱) کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے اس آیت کریمہ میں تقسیم میراث اور اس کے نظام کو الٰہی وصیت قرار دیا گیا ہے اور پھر آخر میں کہا گیا ہے کہ فریضۃ من اللہ کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہیں (النساء:۱۳) اور احکام میراث کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس پر توجہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: (تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۚ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ) (النساء:۱۳) کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اسے ہمیشگی والے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کے حدود سے تجاوز کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہوگا۔ (النساء: ۱۳-۱۶) چنانچہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میراث اور وراثت کا نظام ایک عادلانہ اسلامی نظام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مقرر ومتعین فرمایا ہے اس لئے اس پر توجہ دینا اور اس کی صحیح تقسیم کرنا باعث اجر وثواب ہے اور اسے روکنا اس میں رکاوٹ ڈالنا اور اس میں ظلم وتعدی کرنا باعث گناہ اور عذاب ہے۔ بنابریں ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اسلام کے اس نظام تقسیم میراث کو قبول کرے اور رب کی اطاعت سمجھتے ہوئے ہر مستحق کو اس کا حصہ پہونچائے اور خود بھی اپنا متعین حصہ حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میراث اور اس کی تقسیم کے تعلق سے خواہشات نفس سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

❖ ❖ ❖

آئینۂ جمعیت وجماعت

# جماعتی خبریں

دفتر صوبائی جمعیت

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کی دعوتی سرگرمیوں الحمد للہ دعوت وتبلیغ کے مختلف محاذوں پر جاری ہے۔ ان دعوتی محاذوں میں اہم ترین محاذ مساجد کے دروس ہیں۔ مساجد جس طرح اللہ رب العزّت کی عبادت کا مقام ہے اسی طرح مسلمانوں کی دعوت کا سب سے اہم مرکز ہے۔ اصلاح وتبلیغ، تربیت اور تزکیہ اور دین کے دفاع میں ان دروس کا رول کافی اہم ہے۔ اس لیے احادیث میں مساجد کے دروس کی کافی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

جمعیت کے علماء الحمد للہ ممبئی بھر میں پھیلی مختلف مساجد مستقل دروس ہورہے ہیں۔ حسب طلب ممبئی سے باہر بھی دروس ہوتے رہتے ہیں۔ اس ماہ ہونے والے دروس کی کچھ تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے نائب امیر شیخ مقیم فیضی حفظہ اللہ نے چار ستمبر کو شولاپور کے جماعتی احباب کی دعوت پر شولاپور کا دورہ کیا۔ جہاں پر شیخ نے موجودہ دور کے دعوتی تقاضوں اور مختلف اٹھ رہے فتنوں پر خطاب کیا ہے۔ بالخصوص عالمی سطح پر تیزی سے پنپ رہی خارجیت، اس سے ہونے والے نقصانات، ان کے تدارک پر روشنی ڈالی۔ نو ستمبر کو جمعیت اہل حدیث بھیونڈی کی دعوت پر شیخ نے محمدی مسجد روشن باغ میں خطبہ حجۃ الوداع کے پیغامات اور ہمارا معاشرہ کے موضوع پر خطاب کیا۔

24 ستمبر کو شیخ کا خطاب اورنگ آباد کی مسجد توحید میں ہوا جس میں شیخ نے اللہ کی سنّتوں اور اس کے فہم کے اہمیّت پر روشنی ڈالی۔

شیخ سرفراز فیضی اور شیخ کفایت اللہ سنابلی نے 4 ستمبر کو ضلعی جمعیت اہل حدیث رتنا گیری کے زیر سرپرستی ہونے والے اجتماع میں شرکت کی سونس، کھیڈ کے مشہور دعوتی ادارے میں شیخ کفایت اللہ سنابلی نے عشرہ ذی الحجّہ کے فضائل اور مسائل پر خطاب کیا اور شیخ سرفراز فیضی نے "سیرت ابراہیمی عبدیت کا نمونہ دعوت کی مثال" پر خطاب کیا۔

شیخ سرفراز فیضی نے 10 ستمبر کو مسجد اہل حدیث کوپر کھیرنے میں دل کی عبادتوں کے موضوع پر، 18 ستمبر کو اسلامک دعوۃ این کلچرل فاؤنڈیشن، نالا سوپارہ ویسٹ میں مقبول قربانی کے موضوع پر، 24 ستمبر کو کلیہ ربانیہ للبنات میں خواتین کے اجلاس میں قصّہ موسیٰ وخضر، عبرتیں اور حکمتیں" کے موضوع پر، 30 ستمبر کو مسجد اہل حدیث سنتوش بھون نالا سوپارہ میں "عظمت صحابہ اور ان کے منہج کی اتباع کی اہمیت کے موضوع پر خطاب کیا۔

صوبائی جمعیت اہل حدیث سے اسی مہینے منسلک ہونے والے داعی شیخ کمال الدین کا خطاب بھی مختلف مساجد میں ہوا۔ شیخ نے دس ستمبر کو مسجد اہل حدیث عمر فاروق میں حج کے پیغامات کے موضوع پر، 22 ستمبر کو سوپارہ گاؤں کی مسجد میں توحید کے موضوع پر اور 25 ستمبر کو مسجد اہل حدیث وسئی پھاٹا میں مسلمانوں کے حقوق کے موضوع پر خطاب کیا۔

اللہ رب العزّت سے دعا ہے کہ اللہ اپنی راہ میں ہمیں کوششوں کو مزید بڑھانے کی توفیق دے اور ہماری اعمال کو اخلاص کی دولت سے نوازے۔

# ملک شام میں اتنی بڑی تعداد میں انسانی جانوں کا ضیاع اور تباہی انسانیت پر بدنما داغ

## شامی بحران اور حلب میں جاری بدامنی پر صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر شیخ عبدالسلام سلفی کا اظہار افسوس۔

26 ستمبر 2016: صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے امیر شیخ عبدالسلام سلفی میں نے شام میں جاری بحران اور خانہ جنگی پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ شیخ عبدالسلام سلفی نے اپنے بیان میں کہا کہ شام کا بحران موجودہ دور کا سب سے بڑا بحران ہے اور یہ بحران وقت کے ساتھ مزید سنگین ہوتا چلا جارہا ہے۔ شام کے شمالی شہر حلب کے مشرقی حصے پر روسی اور شامی لڑاکا طیاروں نے تباہ کن بمباری جاری رکھی ہوئی ہے اور گذشتہ سات روز میں شہر میں فضائی حملوں میں چار پانچ سو لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہسپتالوں، مساجد اور شہری آبادی پر بے تحاشا بمباری کی جارہی ہے۔ حملوں میں بلاسٹک میزائیکل اور مہلک ہتھیار استعمال کیے جارہے ہیں۔ امدادی قافلوں کو بھی نشانہ بنایا گیا ہے۔ مرنے والوں میں بچے، خواتین، بوڑھے جوان سب شامل ہیں۔ شام میں اتنی بڑی تعداد انسانی جانوں کا ضیاع انسانیت کے چہرے پر بدنما داغ ہے۔ شام میں ہورہی اتنی بڑی تباہی پر ملک کی مذہبی جماعتوں اور انسانی حقوق کی تنظیموں اور ملکی میڈیا کو ذمہ دارانہ رول ادا کرنا چاہیے۔ چھٹے سال میں داخل ہونے والی شام کی خانہ جنگی اب بتدریج عالمی میڈیا کی ترجیحات سے خارج ہوتی جارہی ہے۔

شام میں گزشتہ پانچ سال سے تباہی اور قتل و غارت جاری ہے۔ غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے درست اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کہ شامی بحران کتنے انسانوں کو نگل چکا ہے۔ اقوام متحدہ کے محتاط اندازوں کے مطابق کم از کم ڈھائی لاکھ شامی اس خانہ جنگی کی وجہ سے لقمہ اجل بن چکے ہیں جبکہ ایک ملین سے زائد زخمی ہوئے ہیں۔ پورا ملک کھنڈرات میں تبدیل ہوگیا ہے۔ اسپتالوں میں جگہ نہیں ہے۔ شام میں بے گھر ہونے والے افراد کی تعداد 5.6 ملین سے زائد ہو چکی ہے جبکہ 8.4 ملین شامی اس بحران کی وجہ سے بیرون ملک مہاجرت پر مجبور ہو چکے ہیں۔ آبادی کو غذا، دوائیاں، ڈاکٹر اور پینے کے پانی کی شدید قلّت کا سامنا ہے۔ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی پوری عالمی برادری بالخصوص عالم اسلام اور مسلم ممالک سے درخواست کرتی ہے کہ انسانیت اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے شام کے مسئلہ کا حل تلاش کریں۔ اور مسلمان اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنی صفوں میں اتحاد حقیقی پیدا کریں۔

(بقیہ صفحہ ۴۴ پر)

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
October 2016

Published by :

**SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI**

14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.
Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
**www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com**